بابا سنگھ مجھ سے ذرا فاصلے پر اپنے پریوار کے ساتھ کھڑے تھے۔ میں نے ان کی طرف دیکھا اور ایک دم وہاں سے بھاگ جانے کا فیصلہ کیا۔ میں نے فرار کے لئے کسی سمت کا تعین کرنے کے لئے اردگرد دیکھا لیکن اسی وقت جیسے کسی قوت نے مجھے روک لیا۔ میں اگر بھاگ جاتا ہوں تو ذرا سی تفتیش کے بعد بابا سنگھ پریوار، وہیں اٹاری اسٹیشن پر پکڑا جاتا۔ بھارتی ٹاڈا قانون ان پر لگ جاتا اور وہ سارا خاندان جیل کی سلاخوں کے پیچھے ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مرجاتے۔ ان کا پرسان حال کوئی نہ ہوتا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری سوچ یہ آئی کہ اگر میں پکڑا گیا تو وہ بھی تو کہاں بچ پائیں گے۔ میرے لئے فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ مجھے لگا جیسے میں بھارتی سرزمین سے پاکستان نہیں پہنچ پاؤں گا۔

ان کا مجھ سے فاصلہ محض چند گز رہ گیا ہوگا۔ وہ سارے غضب ناک نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ کچھ ہی لمحات کے بعد میں ان کی تحویل میں جانے والا تھا۔ اچانک مجھے یوں لگا جیسے میرے اردگرد دھواں پھیل رہا ہو۔ میں فوری طور پر اسے نہ سمجھ سکا مگر اس کے ساتھ ہی اٹاری اسٹیشن پر موجود آوازیں غائب ہوگئیں۔ ایک دم سے سناٹا چھا گیا تھا، جیسے وہاں پر کوئی ذی روح موجود ہی نہ ہو۔ میں نے گھبرا کر اپنے آپ کو دیکھا، پھر چاروں طرف نگاہ دوڑائی، وہاں کوئی بندہ بشر مجھے دکھائی نہیں دیا۔ میں حیران پریشان آنکھیں پھاڑے ہر طرف دیکھ رہا تھا۔ تبھی میری نگاہ اسٹیشن پلیٹ فارم کی مغربی سمت کی جانب رک گئی۔ وہی روہی والے بابا آرہے تھے، وہی سفید لباس، وہی ہاتھ میں عصا اور وہی چلنے کا تیز تیز انداز۔ انہیں دیکھتے ہی میں ساری صورت حال سمجھ گیا۔ وہ چلتے ہوئے میرے قریب آئے اور آکر میرے سامنے کھڑے ہوگئے۔ میں ان کے سرخ و سفید چہرے پر دیکھ رہا تھا جہاں ایک دھیمی سی مسکراہٹ موجزن تھی۔ انہوں نے میری طرف دیکھا اور شگفتہ سے انداز میں گویا ہوئے۔

''کیا تمہیں ہم پر یقین نہیں ہے، جو تم گھبرا رہے ہو۔ اپنی ذات پر یقین رکھو اور اس ذات پر بھروسہ کرو جو زندگی اور موت دینے والا ہے۔ نہ تم اپنی مرضی سے یہاں آئے ہو اور نہ ہی اپنی مرضی سے جارہے ہو۔ اگر رب تعالیٰ نے تم سے کام لینے ہیں تو وہ ضرور تمہیں سانسیں بخشیں گے۔ جاؤ، وہاں کوئی تمہارا منتظر ہے۔ گھبراؤ مت۔''

میں نے کچھ کہنے کے لئے لب وا ہی کئے تھے کہ انہوں نے اپنا رخ موڑا اور مشرق کی سمت چل پڑے۔ انہوں نے میری بات ہی نہیں سنی۔ وہ چلتے چلے جارہے تھے۔ جس وقت وہ پلیٹ فارم کے انتہائی مشرقی کونے تک پہنچ کر نیچے اتر گئے، اسی لمحے مجھے ادھر سے ریلوے انجن آتا دکھائی دیا۔ انجن زور زور سے وسل بجا رہا تھا۔ مجھے اس کی آواز سنائی تو میں نے غور کیا۔ مجھے لوگوں کا شور بھی سنائی دینے لگا تھا۔ میں ویسے ہی کھڑا تھا، مگر وہ لوگ مجھے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ سامنے ہی بابا سنگھ پریوار کھڑا تھا۔ وہ اپنا سامان اٹھا چکے تھے۔ میں جلدی سے آگے لپکا اور سامان اٹھا لیا۔ بھائی سنگھ بوگی کے ساتھ ساتھ جا کر وہ بوگی تلاش کررہے تھے، جہاں ہماری سیٹ تھی۔ میرے ذہن میں خوف نہیں تھا مگر تجسس اب بھی تھا کہ وہ لوگ گئے کدھر؟

ہم اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے۔ سامنے بی بی کور کے ساتھ بھابی کور تھی۔ اس کے ساتھ بھائی سنگھ تھا، میں اور بابا سنگھ ایک طرف بیٹھ گئے۔ تبھی میں نے کھڑکی میں سے دیکھا، وہ لوگ اسٹیشن پر پاگلوں کی مانند پھر رہے تھے۔ پھر اچانک غائب ہوئے اور کچھ ہی دیر بعد وہ بوگی میں آن

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گھسے۔ میں حوصلے سے بیٹھا رہا۔ وہ قریب سے آگے نکل گئے۔ اور پھر ٹرین چل پڑی۔

پاکستانی سرحد تک ساتھ میں گھڑ سوار بھاگتے رہے۔ جیسے ہی پاکستانی سرحد آئی ، میں نے سکھ کا سانس لیا۔ سہ پہر سے ذرا پہلے ہم واہگہ اسٹیشن پر تھے۔ اگرچہ پاکستانی وہاں سے اپنی کلیرنس دے کر جا سکتے تھے، مگر میں ایک بھارتی تھا اور سکھ کے روپ میں تھا۔ مجھے بہر حال لاہور اسٹیشن پر جا کر ہی رُکنا تھا اور پھر ننکانہ صاحب جا کر اپنی حاضری بھی دینا تھی۔

لاہور اسٹیشن پر سکھ یاتریوں کی بڑی تعداد اُتری، میں بھی انہی میں شامل تھا۔ ہم چلتے ہوئے اسٹیشن سے باہر آ گئے۔ کچھ یاتری وہیں سے ٹرین کے ذریعے ننکانہ جا رہے تھے۔ مگر میرا دل نہیں کیا۔ میں نے بابا سنگھ کو یہی مشورہ دیا کہ ہم اپنی سواری سے وہاں جائیں گے۔ بابا سنگھ نے فوراً ہی میری بات مان لی تھی۔ اسٹیشن کی عمارت کے باہر جب ہم آئے تو شام ہو چکی تھی۔

میں کسی ٹیکسی کے لئے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ سامنے کھڑی لڑکی پر پڑی۔ مجھے لگا کہ جیسے میں نے اسے کہیں پہلے دیکھا ہوا ہے۔ وہ بھی پرشوق نگاہوں اور مسکراتے لبوں سمیت کھلتے ہوئے چہرے کے ساتھ مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں ابھی اسے غور سے دیکھ ہی رہا تھا کہ وہ میری جانب بڑھ آئی، چند قدم کے فاصلے پر جب وہ آئی تو مجھے حیرت کا ایک جھٹکا لگا، وہ تانی تھی۔ وہ جس طرح شدت جذبات کے ساتھ میرے سینے سے آ لگی، اس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ اندر سے میرے لئے کیسا محسوس کر رہی ہے۔ وہ مجھ سے الگ ہوئی تو میں نے خوشی سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

''تانی تم، یہاں کیسے؟''

تب وہ اٹھلاتے ہوئے بولی

''کیوں، میں یہاں نہیں آ سکتی کیا۔''

''لیکن تمہیں پتہ ہے کہ یہاں کتنے خفیہ والے پھر رہے ہوں گے، تیری یہ شدت انہیں متوجہ کر سکتی ہے کہ تازہ تازہ آئے سکھ کے ساتھ یہ کون چھیاں ڈال رہی ہے۔'' میں نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ ہنستے ہوئے بولی

''کچھ نہیں ہوتا، تو بھارت سے آیا ہے نا، اس لئے سوچ رہا ہے۔''

اسی وقت مجھے احساس ہوا کہ میرے ساتھ ایک پریوار بھی ہے۔ میں نے تانی کا تعارف کرایا اور ان کے بارے میں بھی بتایا۔

''چلو اب چلیں۔'' تانی نے میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تو میں نے پوچھا

''کہاں لے جا رہی ہو؟''

''کہیں تو لے جاؤں گی، چلو نا'' وہ بضد ہو کر بولی تو بابا سنگھ نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔

''بیٹا۔ تم جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ ہم ننکانہ صاحب چلے جائیں گے۔''

''ایسے کیسے ہو سکتا ہے، وہاں میرے بارے میں پوچھ ہو سکتی ہے کہ میں کدھر ہوں۔ میں آپ کو وہاں چھوڑ کے پھر واپس.....''

''نہیں پتر، اب یہ ضروری نہیں ہے، میں تمہیں یہ بات یہاں آ کر بتانا چاہتا تھا'' یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کے لئے خاموش ہوا پھر بڑے جذباتی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لہجے میں بولا "دیکھ پتر ہم نے تمہیں یہاں لا کر کوئی تم پر احسان نہیں کیا، میں خود کتنے برس سے اسی کوشش میں تھا۔ دراصل، میرا اپنا دلجیت سنگھ کئی برس سے یہاں پھنسا ہوا ہے۔ وہ غیر قانونی طور پر سرحد پار کر کے یہاں آیا ہوا تھا۔ اس کا تعلق ببر خالصہ سے تھا۔ اب نہیں ہے۔ وہ واپس گھر جانا چاہتا ہے۔ لیکن کسی صورت میں جا نہیں پا رہا ہے۔ تم آئے تو کچھ اُمید بنی۔ میرا اس سے رابطہ ہوا۔ اس نے سارے کاغذات بنوا لئے ہیں۔ اب وہ تیری جگہ ہمارے ساتھ ہوگا، وہیں ننکانہ صاحب میں اپنی انٹری کروائے گا کہ وہ ابھی بھارت سے پاکستان آیا ہے اور ہمارے ساتھ ہی واپس بھارت چلا جائے گا۔"

"یہ بات ہے۔" میں نے ایک طویل سانس لی

"ہاں رَبّ نے تیری صورت میں مجھ پر مہر کی ہے اور اب مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پتر کو یہاں سے لے جاؤں گا۔"

"لیکن میں آپ کو ننکانہ ضرور....." میں نے کہنا چاہا تو اس نے میری بات کاٹ دی اور بولا

"نہ پتر اب ایسا نہ کر..... ہمیں جانے دے۔"

"ٹھیک ہے، لیکن ابھی آپ کچھ دیر میرے پاس ٹھہرو، میں آپ کو بھجوا دیتا ہوں۔" میں نے کہا تو بی بی کور بولی

"نہ پتر ہمیں جانے دے۔"

"ٹھیک ہے ماں جی۔" میں نے کہا اور تانی سے سیل فون کا نمبر لکھ کر دینے کو کہا تو وہ آگے بڑھ کے بی بی کور کو اپنے ساتھ لگا کر کہا

"بی بی۔! آپ مت گھبرائیں۔ بلکہ ہم پر اعتماد کریں۔ ہم آپ کے بہت کام آئیں گے۔"

بی بی کور نے اس کی طرف دیکھا اور چند لمحے سوچنے کے بعد بولی

"چل دھیا۔! جیسے تیری مرضی۔"

بی بی کور کے یوں کہنے پر بابا سنگھ کا پریوار ہمارے ساتھ ننکانہ صاحب چلنے کو تیار ہو گئے۔ تانی میرا ہاتھ پکڑ کر بولی

"آؤ چلیں۔"

ہم سب اس کے ساتھ چل پڑے۔ کچھ ہی فاصلے پر سیاہ وین کھڑی تھی۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی کلین شوٹو جوان بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس کی طرف زیادہ دھیان نہیں دیا اور تانی کے پچھلا گیٹ کھولنے پر باقی سب نشستوں پر بیٹھ گئے۔ مجھے اگلی سیٹ پر بٹھایا تو وین چل پڑی۔

وین ریلوے اسٹیشن کی حدود سے نکلی اور اس وقت ہم بوہڑ چوک کراس کر گئے تھے کہ تانی نے پوچھا۔

"اب تم یہ نہیں پوچھو گے، ہم تمہیں کہاں لے جانا چاہتے ہیں؟"

"تمہارا مجھے یہاں لینے آنے کا مطلب میں سمجھ گیا ہوں کہ اب مجھے تیرے مطابق ہی چلنا ہوگا تم بتاؤ کہ تم مجھے کہاں لے کر جانا چاہتی ہو۔"

"یہ ٹھیک ہے کہ مجھے روہی سے تمہارے ساتھ رہنے کی اجازت مل گئی ہے، لیکن مجھے کوئی حکم نہیں ہے۔ ننکانہ صاحب کیوں جا رہے ہو، یہ تمہیں وہاں کر پتہ چلے گا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''او کے تو پھر ہم وہیں جاتے ہیں۔'' یہ کہتے ہوئے میرے لہجے میں نہ جانے کتنی یاس بھر گئی تھی۔ مجھے میری ماں یاد آ گئی تھی۔ جو اسی لاہور شہر میں تھی۔ وہ میری منتظر تھی اور میں اس کے قریب سے ہو کر جا رہا تھا۔ اس پر تانی نے مجھے غور سے دیکھا اور خاموش رہی تبھی ڈرائیور نے بڑی بے تکلفی سے کہا۔

''ظاہر ہے اماں کے سوتی بھی تو ساتھ ہی ہوگی اس شہر میں، کیا ہوتا جو وہ ان سے مل لیتا بے چارہ۔ کچھ دیر ہی کی تو بات تھی۔''

اس کے یوں کہنے پر میں نے غور سے اسے دیکھا، اس کا چہرہ مجھے شناسا لگا۔ تبھی مجھے لگا کہ وہ آواز بنا کر بول رہا ہے۔ میں نے اسے پہچانتے ہوئے تانی سے پوچھا

''کون ہے یہ؟''

''پہچان لو تو تمہارا، ورنہ میرا۔''

''یہ کیا بات ہوئی؟'' میں نے خوشگوار حیرت سے کہا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس دی، ڈرائیور بھی ویسے ہی زور زور سے ہنس رہا تھا۔ اس وقت ہم میکلوڈ روڈ پر آ گئے تھے۔

''نہیں پہچانا، نا۔ ابے بدھو میں جسپال ہوں، جسپال سنگھ فرام کینیڈا.....''

''اوئے تیری خیر ہوئے، یہ سارے کیس صاف کرا دیئے، تم تو واقعی ہی پہچانے نہیں جا رہے ہو۔'' میں نے حیرت سے کہا تو وہ بولا

''تم نے جو رکھ لئے ہیں..... ویسے میں بھی تجھے نہ پہچان پاتا اگر تیری تصویر نہ دیکھی ہوتی۔''

تبھی بابا نے حیرت اور دکھی لہجے میں پوچھا

''اوئے پتر یہ سکھ ہے؟''

''ہاں بابا،'' تانی نے تیزی سے کہا، پھر لمحہ بھر رک کر بولی، ''ایک مسلمان اس وقت سکھ کے روپ میں ہے اور سکھ اس وقت مسلمان بنا ہوا ہے۔ یہ وقت بھی آنا تھا۔''

''واہ گرو..... واہ گرو۔'' بابا سنگھ نے بس یہی تبصرہ کیا اور پھر خاموش ہو گیا۔ میں نے جسپال سے پوچھا

''تو کب آیا ہے؟''

''یار دل ہی نہیں لگا وہاں پر، یہیں روہی میں دل اٹکا ہوا تھا۔ بس سب کچھ سمیٹ کر ادھر آ گیا ہوں۔ پرسوں سے یہیں تیرا انتظار کر رہے ہیں ہم دونوں۔''

اس نے کہا تو مجھے بہت اچھا لگا۔ ماحول ایک دم سے خوشگوار ہو گیا۔ تبھی اچانک مجھے خیال آیا تو میں نے پوچھا

''اسٹیشن سے لیکر اب تک تم نے راستے کے بارے میں نہیں پوچھا، پرسوں تم یہاں آئے ہو اور تمہیں راستوں کا پتہ بھی ہے۔''

''رہے نا پینڈو کے پینڈو۔۔ ابے دیکھ ادھر ڈیش بورڈ پر یہ اسکرین، اس پر سارا راستہ بنا ہوا ہے۔ آج صبح ہی میں نے روٹ بنایا تھا،

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سوہنی سے پوچھ کر۔''

''تم سوہنی سے ملے ہو؟'' میں چونک کر پوچھا

''پرسوں سے اسی کے ہاتھوں کے پراٹھے کھا رہا ہیں باؤ جی..... ماں نے بہت پیار دیا ہے یار۔'' وہ خوش ہوتے ہوئے بولا

''تم دونوں مجھے پاگل کر دو گے۔'' میں نے اس کی طرف دیکھ کر مسرت بھرے لہجے میں کہا اور خاموش ہو گیا۔ اس کی باتوں سے مجھے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ میری ماں محفوظ ہے۔

میں ان جذبات کو اپنے اندر شدت سے محسوس کرنے لگا کہ مجھے اپنی ماں سے ملے کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ کار میں خاموشی چھا گئی تھی۔ مجھے اس وقت یہ دھیان ہی نہیں رہا تھا کہ تانی کو سوہنی کے ان جذبات بارے معلوم ہو گیا ہو گا جو سوہنی میرے بارے میں رکھتی ہے۔ میں تو بس اپنی ماں کے بارے میں سوچ رہا تھا اور ان لوگوں کے چہرے میری نگاہوں میں گھوم رہے تھے، جنہوں نے ہمیں ہمارے گاؤں سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ میری سوچوں کی تان اس وقت ٹوٹی، جب ہم جی ٹی روڈ پر آن چڑھے۔ ہم سب میں خاموشی تھی۔ میں بہت کچھ جسپال سے پوچھنا چاہ رہا تھا۔ لیکن بابا سنگھ پریوار کی وجہ سے نہیں پوچھ پا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

رات کے سائے پھیل گئے تھے، جب ہم نکانہ صاحب جا پہنچے۔ نہر کی مشرقی جانب جدید کالونی میں ایک کوٹھی نما گھر تھا۔ اس کے پورچ میں وین رکی تو ہم سب اندر چلے گئے۔ سامنے ہی ایک لمبا تڑنگا سکھ نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ دوسرے مقامی لوگ بھی تھے۔ بی بی کور اسے دیکھتے ہی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی۔ وہ روتے ہوئے اسے گلے لگا کر بولی

''او پتر دلجیت۔ ! میں نے کیسے کیسے تیری راہ نہیں تکی۔''

''بے بے، واہگرو ان کا بھلا کرے، یہ لوگ مجھے ملے تو میری راہ آسان ہوئی ہے۔ انہوں نے میرے کاغذ بنائے ہیں۔'' دلجیت نے جسپال اور تانی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ وہ سبھی ایک دم سے ممنون ہو گئے۔ وہ ایک جذباتی منظر تھا۔ ہم دیکھتے رہے۔ جب وہ اچھی طرح مل کر بیٹھ گئے تو کھانا لگ جانے کا اعلان ہوا۔ کھانا کھا کر ہم چائے پی رہے تھے کہ دلجیت سنگھ میرے پاس آ کر بولا

''بھاء جی۔ ! میں ان سب کو گرودوارہ لے کر جا رہا ہوں، وہاں ان کی رہائش کا بہترین انتظام ہے۔ ابھی میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔''

''بولو۔'' میں نے کہا

''بھاء جی۔ ! میں ببر خالصہ کے ساتھ تھا اور میرے بارے پتہ چل گیا تو میں بھارت سے نکل آیا۔ یہاں میری مدد سردار امر سنگھ نے کی۔ وہ پاکستانی ہے، مگر ہمارے جیسے لوگوں کی مدد کرتے ہوئے انہیں سنبھال لیتا ہے۔ میں کئی برس سے یہاں ہوں اور ان کی خدمت کر رہا ہوں۔''

''کیسی خدمت کر رہے ہو تم؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اس کا بہت پھیلاؤ ہے، اسی نے مجھے آپ کے بارے میں بتایا۔ شاید آپ کو نہیں معلوم، اس بار یہاں کی حکومت نے بڑے پیمانے پر سکھوں کو آنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ سیکورٹی کا مسئلہ بہت بڑھ گیا ہے۔ کئی طرف سے دھمکیاں مل رہی ہیں اور سیکورٹی میں بہت مشکل پیش آ رہی ہے۔'' اگرچہ وہ میرے سوال کا جواب نہیں تھا لیکن وہ باتوں ہی باتوں میں مجھے اپنی بات سمجھا گیا۔

''ہم سے کیا چاہتے ہو؟'' میں نے پوچھا تو وہ بولا

''یہ تو امر سنگھ ہی بتائے گا، انہی سے بات ہوگی۔''

''ٹھیک ہے۔'' میرے سر ہلانے پر وہ کچھ دیر بعد سب کو لے کر چلا گیا اور ہم اپنی باتیں کرنے لگے ۔ میں نے انہیں بھارتی پنجاب کی اپنی روداد سنا رہا تھا۔ رات گئے، دلجیت سنگھ پھر آ گیا۔ اس کے ساتھ امر سنگھ تھا۔ وہ ادھیڑ عمر خوبرو شخص تھا۔ سکون سے بیٹھ جانے کے بعد اس نے بتایا

''معذرت خواہ ہوں کہ اس وقت آیا، یہ آپ کے آرام کا وقت ہے، لیکن ذمے داری ایسی ہے کہ ان دنوں میں بھی نہیں سو رہا ہوں۔''

''کوئی بات نہیں، میں سمجھتا ہوں۔ آپ کہیں۔'' میں نے کہا تو بولا

'' مجھے رتن دیپ سنگھ نے آپ کے بارے میں بتایا ہے، آپ انہی کے مہمان تھے۔ یہاں مسئلہ تھا، اسی لئے انہوں نے آپ کو جلد بھجوا دیا۔''

''ہاں بہت اچھے انسان ہیں وہ۔'' میں نے اعتراف کیا تو وہ بولا

''بس، یہاں پر کچھ ایجنٹ ہیں سکھ بہروپ میں، مجھے نہیں علم کہ وہ یہاں کیا کرنا چاہتے ہیں، لیکن سیکورٹی ہماری ذمے داری ہے۔ میں آپ کی مدد چاہتا ہوں۔ اگر آپ ہاں کریں تو.....؟''

اس نے کہا تو میں نے تانی کی طرف دیکھا تو تیزی سے بولی

''امر سنگھ جی، ہم حاضر ہیں۔ جسپال ادھر ہی رہے گا، میں اور جمال گرودوارے میں رہیں گے۔''

''تو چلیں میرے ساتھ، میں آپ کے وہاں رہنے کے بارے میں بتاؤں۔'' اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ میں پہلے تو حیران ہوا کہ تانی نے یہ بغیر سوچے سمجھے ایک دم سے کیسے کہہ دیا۔ پھر سوچا، اس میں کوئی نا کوئی بات ہوگی، جو اس نے امر سنگھ کو ہاں کہہ دی ہے۔ کچھ دیر بعد ہم دونوں اس کے ساتھ چل دیئے۔ جسپال خود وہاں رہ گیا تو میرا خیال مزید پختہ ہو گیا کہ ان کے درمیان کچھ نہ کچھ طے ہے۔

گرودوارہ جنم استھان کی زرد اور سفید عمارت میرے سامنے تھی۔ اس پر خوب لائٹنگ ہو رہی تھی۔ فوارے کے دائیں جانب ایک آفس میں ہم بہت دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے۔ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ وہاں کیسی صورت حال ہو سکتی تھی۔ میں تانی کے ساتھ ڈیوڑھی کے اندر گیا، کنویں کے پاس سے ہوتا ہوا بڑے صحن میں آ گیا، اور پھر وہاں اس چھوٹے سے کمرے میں چلا گیا جہاں گرنتھ صاحب پڑی تھی۔ آدھی سے زیادہ رات گذر چکی تھی۔ وہاں اتنے لوگ نہیں تھے، ہاں مگر چہل پہل کافی تھی۔ میں اندر گرنتھ صاحب کے پاس جا کر بیٹھ گیا، تبھی میری نگاہ وہیں ایک کونے میں بیٹھے ایک بوڑھے سکھ پر پڑی۔ وہ آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔ تبھی وہ ایک دم سے اونچی آواز میں بڑبڑایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اک اونکار..... سچے بادشاہ..... اک اونکار۔'' پھر آنکھیں کھول کر میری جانب دیکھا اور کتنے ہی لمحے میری جانب دیکھتا رہا۔ اس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا۔ اس کے یوں دیکھنے پر میں نے پوچھا

''کیا بات ہے بابا جی؟''

''وہی سچ ہے، سچ بھی وہی ہے، وہی سچ رہے گا۔ سب اس میں ہیں، اور وہ سب کا ہے اور اسی سے سب ہیں۔'' وہ واضح لفظوں میں بولا

''کیا یہ بات آپ مجھے کہہ رہے ہیں؟''

''سب کے لئے ہے پتر، اک اونکار۔ دوجا نہیں ہے کوئی، وہی سب کا ہے۔''

''بے شک بابا جی،'' میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ تبھی اچانک مجھے احساس ہوا کہ بابا کا لہجہ سرائیکی ہے۔ یہ میرے لئے بہرحال نئی بات تھی۔ میں نے نرم لہجے میں پوچھا

''بابا جی آپ کس علاقے کے ہیں، مطلب یہاں آپ.....''

''یہاں کا کوئی نہیں ہے پتر، مٹی نے مٹی میں مل جانا ہے، جانا وہیں ہے جہاں سے ہم سب آئے ہیں۔ تو یہاں آیا ہے، ہمارا نہیں ہے، پر مہمان تو ہے، اور مہمانوں کو خالی ہاتھ نہیں بھیجتے، جاتے ہوئے مجھے مل کر جانا، یہاں نہیں ملا تو فکر نہیں کرنا۔ اب جاؤ۔'' اس نے کہا تو میں اٹھ گیا۔ روہی والے بابا سے ملنے کے بعد مجھے اب ایسے معاملات میں حیرت نہیں رہی تھی۔ میں اٹھا اور اس چھوٹے کمرے سے باہر آ گیا۔

ہمیں شمالی طرف میں ایک ہوٹل نما عمارت میں کمرہ مل گیا۔ میں جاتے ہی بیڈ پر لیٹ گیا۔ میرا دماغ تیزی سے سوچ رہا تھا کہ جو کچھ امر سنگھ نے بتایا ہے اگر وہ ہو گیا تو بہت ساری انسانی جانوں کے علاوہ پاکستانی اداروں کی شکست تھی، اور میں یہ کبھی نہیں چاہتا تھا۔ تانی میرے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ چند لمحے میری طرف دیکھتی رہی، پھر بولی

''کیا سوچ رہے ہو؟''

''وہی جو امر سنگھ نے بتایا، اسی پر سوچ رہا ہوں کہ اتنی خلقت ہے، یاتریوں نے کل رسوم ادا کرنی ہیں، اتنے لوگوں میں سے ان چند افراد کو کیسے تلاش کر پاؤں گا۔''

اس پر تانی نے مسکراتے ہوئے کہا

''صرف تم ہی تو نہیں ہو، اور بہت سارے لوگ ہوں گے انہیں تلاش کرنے کے لئے۔ تم کیا سمجھتے ہو، وہ تمہیں کو مل جائیں گے۔ دوسرے لوگ بھی تو انہیں تلاش کر سکتے ہیں۔''

''کر لیں، ہمیں کون سا کریڈٹ لینا ہے۔ بس اتنا معلوم ہو جائے کہ خطرہ نہیں ہے۔''

''اتنی بے نیازی؟'' اس نے چونکتے ہوئے کہا

''میں نہیں جانتا یہ کیا ہے، لیکن انسان اور انسانیت کو بچانے ہی ہمارا فرض ہے، تم یہ سوال کر سکتی ہو کہ یہ غیر مذہب کے لوگ ہیں، تو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہمیں کیا؟ ایسی بات نہیں، یہ میرے دین کی ذمہ داری ہے۔ اسلام، سلامتی سے ہے، امن دینے والا، اس کے دائرے میں آنے والا، ہر ذی روح اپنے آپ کو محفوظ سمجھے۔ یہی میرا دین ہے، امن اور سلامتی والا''

''سب لوگ مذہب کے نام پر لڑ.....''

''تانی۔! یہ میرا موضوع نہیں ہے۔ اور نہ میں اس پر بحث چاہتا ہوں، میں تو انسان کی بات کرتا ہوں۔'' میں نے اس بات کاٹ کر کہا تو وہ بولی

''تو پھر سوچو کہ تم انہیں تلاش کیسے کرو گے، وہ کون لوگ ہیں، یہ میں تمہیں بتاتی ہوں۔''

''کیا مطلب، کیا کہنا چاہتی ہو؟'' میں نے اٹھتے ہوئے پوچھا تو اس نے اپنا سیل فون نکالا اور اس میں سے ایک تصویر دکھاتے ہوئے کہا

''یہ ہے ان لوگوں کا لیڈر، جو اس آپریشن کا ہیڈ ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ دو بندے ہیں۔''

میں نے ان تصویروں کو دیکھا، وہ تینوں سکھ تھے۔ وہ کسی ائیر پورٹ پر سے لی گئی تصویریں تھیں۔ میں نے اس کے پس منظر میں دیکھ کر اس ائیر پورٹ کا اندازہ لگانا چاہا، مگر سمجھ نہیں آ سکا۔ تو میں نے تانی کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا اور پوچھا

''یہ کون ہیں، اور.....؟''

''یہ تینوں 'را' کے ایجنٹ ہیں، یہ کینیڈا سے یہاں آئے ہیں۔ یہ تصویر ٹورنٹو ائیر پورٹ کی ہے۔''

''یہ بات تم نے وہاں امرسنگھ کے پاس کیوں نہیں بتائی، یا وہ لوگ اس بارے جانتے ہیں؟''

''کوئی بھی نہیں جانتا یہاں۔ اب تم جان گئے ہو۔ شاید تمہیں کریڈٹ کی ضرورت نہ ہو لیکن کہیں نہ کہیں کسی کو اس کیڈٹ کی ضرورت ہے۔ اب یہ بچوں والا سوال مت کرنا کہ یہ تصویریں مجھ تک کیسے پہنچی ہیں۔ اب ہمیں اس وقت صرف یہ سوچنا ہے کہ ان لوگوں کو اتنے ہجوم میں سے پکڑنا کیسے ہے۔''

''ہاں۔! یہی ٹھیک رہے گا، تم کچھ کہو، تمہارے ذہن میں کچھ ہے؟۔'' میں نے سوچتے ہوئے کہا تو تانی نے پوچھا

'' بہت کچھ ہے۔ ان کا پلان صرف یہی ہے کہ وہ یہاں دھماکے کریں گے اور نکل جائیں گے۔ دہشت پھیلانا مقصد ہے ان کا۔ اور یہ ان لوگوں کو پیغام دینا چاہتے ہیں کہ جو مشرقی پنجاب میں کاروائیاں کرنے والوں کے ہمدرد ہیں۔ ''

''دشمن تو دشمن ہی ہوتا ہے۔ وہ کبھی خیر نہیں چاہتا، میں صرف انہیں پکڑنے کا طریقہ پوچھنا چاہ رہا ہوں۔'' میں نے تانی کے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا

''مجھے معلوم ہوتا تو اب تک جا کر پکڑ چکی ہوتی انہیں۔ تم یہ سوچو کہ اگر تم نے یہاں دھماکے کرنے ہوتے تو کیسے کرتے۔ اگر تم مجھے بیڈ پر اپنے ساتھ لیٹنے کی اجازت دو تو میں تمہیں لیپ ٹاپ پر نقشہ دکھاتی ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آ جاؤ۔''میں نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے سامان سے لیپ ٹاپ اٹھا لائی اور میرے پہلو میں لیٹ گئی، کچھ دیر بعد اس نے میرے سامنے جنم استھان کا نقشہ کر دیا۔ ہم بہت دیر تک اسی پہلو سے بات کرتے رہے۔ ہمارے درمیان کل ہونے والی رسموں کا بھی ذکر آیا کہ وہ کیسے ہوں گی۔ میری نیند اُڑ چکی تھی۔

تانی نے بھی آنکھ نہیں جھپکی تھی، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ لوگوں کا رش بڑھنے لگا تھا۔ کیرتن کی آوازیں آ رہی تھیں۔ میں فریش ہو کر باہر نکلا تو میرے ساتھ تانی بھی تھی۔ میں سیدھا اس جگہ گیا، جو کنٹرول روم تھا۔ وہاں سی سی کیمرے میں وہ تمام ممکنہ جگہیں دیکھیں، جہاں وہ ممکنہ کاروائی کر سکتے تھے۔ میرا نہیں خیال تھا وہ وہاں ایسی کوئی کاروائی کرتے۔ اس کے بعد میں کمپیوٹر سیکشن میں گیا اور وہ تصویریں ایک کمپیوٹر میں ڈال کر ان کا ڈیٹا لیا۔ ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوا، وہ لوگ کسی ڈیٹا میں نہیں تھے۔ اونہ ان لوگوں میں تھے، جو سکھ یاتریوں بارے معلومات کے طور پر کمپیوٹر میں فیڈ کیے ہوئے تھے۔ میں ایک دم سے پریشان ہوگیا۔

اچانک مجھے خیال آیا، میرا کون سا ڈیٹا یہاں ہوگا، میرے نام پر تو دلجیت سنگھ ہوگا۔ میں نے فوراً اپنی تصویر کی مدد سے اپنا ڈیٹا لیا۔ توقع کے مطابق وہاں بابا سنگھ کا بیٹا دلجیت سنگھ ہی تھا۔

''تانی، وہ ابھی یہاں نہیں ہیں، اور اگر وہ یہاں پر ہوئے بھی تو وہ ان تصویروں کی طرح نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ لوگ ابھی یہاں آئیں گے۔''میں نے کمپیوٹر سیکشن سے باہر نکلتے ہوئے کہا

''تو پھر وہ کہاں ہو سکتے ہیں؟''وہ ایک دم سے پریشان ہوگئی۔

''دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔''میں نے کہا اور اندر کی طرف چل دیا۔ وہ میرے ساتھ تھی۔ ہم خاموش تھے۔ میں اس کے ساتھ چلتا ہوا ،گرودوارہ کے صحن میں آ گیا۔ ہر طرف لوگ بھرے ہوئے تھے۔ میں اس درخت کے پاس چلا گیا، جو ایک یادگار کے طور پر تھا۔ وہاں کسی سکھ کو اس درخت کے ساتھ الٹا لٹکا کر جلا دیا گیا تھا۔ میں وہاں کھڑا ہو کر چاروں طرف کا جائزہ لینے لگا۔ کافی رش تھا۔ میں پالکی کے پاس بیٹھنے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اچانک چاروں طرف خاموشی چھا گئی۔

مجھے لگا جیسے وہاں پر کوئی بھی نہیں ہے۔ ایک دم سے ویرانی ہوگئی ہو۔ اچانک باہر سے چیخنے پکارنے کی آوازیں آنا شروع ہوئیں۔ میں بھاگتا ہوا باہر کی جانب گیا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا، ویرانی تھی، لیکن سڑکوں پر خون بکھرا پڑا تھا۔ میرے سامنے چند لوگ بھاگتے ہوئے جا رہے تھے۔ ان کے قدموں کے نشان خون کے دھبوں کی مانند تھے۔ جو باہر ہی سے آئے اور فوارے کے گرد سے ہو کر واپس باہر ہی کی جانب چلے گئے تھے۔ میں ان کے پیچھے بھاگا تو ایک دم سے شور اُبھر آیا۔ میں وہیں درخت کے پاس کھڑا تھا۔ تانی میرے ساتھ کھڑی لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔ تبھی میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

''میرے خیال میں جو کچھ بھی ہوگا، وہ باہر ہی ہوگا، جہاں سے بچی ہوئی بس آئے گی، اس کے آگے پیچھے ہی کچھ ہوگا۔''میں نے سوچتے ہوئے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟'' تانی نے تشویش سے پوچھا تو میں نے کہا

''میں نہیں جانتا لیکن اتنا جانتا ہوں کہ رسموں کے وقت ہجوم بہت زیادہ ہوگا۔ وہ ایک دم سے ظاہر ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے وہ خود سامنے نہ آئیں۔''

''لیکن، کیسے، تم یہ کیسے کہہ رہے ہو؟''

''میں نے کہا نا کہ میں اس بارے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم امر سنگھ کا نمبر ملاؤ۔'' میں نے اسے کہا تو اس نے اپنے سیل سے نمبر ملائے اور رابطہ ہو جانے پر سیل مجھے دے دیا

''جی، دلجیت، کیا بات ہے۔'' وہ بولا

''کہاں ہو مجھے ابھی مل سکتے ہو؟'' میں نے پوچھا

''میں گرودوارہ کے آفس میں ہوں۔'' اس نے بتایا تو میں نے وہیں آنے کا کہہ کر فون بند کر دیا۔

وہ آفس میں اکیلا ہی تھا۔ میں نے سیل کی تصویریں اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا

''یہ بندے مل سکتے ہیں؟''

''ابھی کمپیوٹر.....'' اس نے کہنا چاہا تو میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا

''وہاں ان کا ریکارڈ نہیں ہے۔''

''تو پھر کیسے.....'' وہ ایک دم چونکتے ہوئے بولا

''میں بتاتا ہوں، یہ تصویریں، اپنے ان لوگوں تک پہنچا دو، جن پر تمہیں پورا اعتماد ہے۔ گرودوارہ کے اندر کم اور ان جگہوں پر زیادہ تلاش کریں، جہاں بس تیار ہو رہی ہے، یا یہاں پر آنے والی کوئی سنگت، جو کسی بھی صورت میں موٹر والی ہو۔''

''یہ کیوں، تم کیا سمجھتے ہو، یہ.....'' یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ وہ ایک دم سے یوں اٹھ گیا، جیسے اسے کرنٹ لگ گیا ہو۔ تانی نے وہ تصویریں اس کے سیل میں ڈال دیں تھیں۔ وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ میں نے جسپال کو اطلاع کر دی۔

دوپہر کے بعد امر سنگھ نے بتایا۔ ایک جگہ سے اطلاع ملی ہے کہ تصویر والے دو مشکوک لوگ ایک گرودوارہ میں موجود ہیں۔ ان کی تمام تر دلچسپی ایک وین تیار کرنے میں ہے۔ جو وہ جنم استھان لے کر آنے والے ہیں۔ کچھ ہی دیر بعد رسمیں شروع ہونے والی تھیں۔ میں نے انہیں وہیں روکنے کو کہا اور امر سنگھ کے ساتھ اس گرودوارے کی جانب چل پڑا۔ تانی میرے ساتھ تھی، اور گیٹ پر جسپال ہمارے انتظار میں تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد ہم وزیٹرز کی حیثیت سے اس گرودوارے میں پہنچ گئے۔ ایک طرف کچھ لوگ ایک گاڑی کو تیار کر رہے، انہیں میں وہ دو مشکوک بندے بھی تھے۔ جیسے ہی ہم ان کے قریب گئے، ہمارے اردگرد محافظوں کا دائرہ بن گیا تھا۔

''کیا ہو رہا ہے بھئی؟'' امر سنگھ نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بس سنگت کی تیاری ہو رہی ہے۔'' وہیں پر ایک سنگھ نوجوان نے کہا تو امر سنگھ نے ایک مشکوک بندے کی طرف دیکھ کر کہا

''یہ نوجوان کہاں سے آیا ہے بھئی؟''

''یہ۔! اُدھر والے پنجاب سے آیا ہے۔ بڑی سیوا کی ہے جی اس نے۔'' اس نوجوان نے کہا تو امر سنگھ نے خوش ہوتے ہوئے کہا

''او جوان، ذرا ادھر آ، کچھ ہمیں بھی بتا، اُدھر کے کیا حالات ہیں۔''

''سردار جی آپ دیکھ رہے ہو، ابھی تو وقت ہی نہیں ہے، ابھی کچھ دیر بعد تو گردوارے جانا ہے، باتیں تو بعد میں ہوں رہیں گی۔'' اس نے کہا تو امر سنگھ نے کہا

''او ادھر تو آ، ہم بھی تو تیرے ساتھ ہی جائیں گے نا گردوارے۔'' ام سنگھ نے کہا تو اس نوجوان نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر لمحے بعد وہ نوجوان کام چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ دوسرا مشکوک نوجوان اسے کن انکھیوں سے دیکھ رہا ہے۔ مجھے تو یقین ہو گیا مگر امر سنگھ ٹھیک کر رہا تھا۔ اسے وہاں سے حکمت کے ساتھ ہی نکالنا تھا۔ امر سنگھ اس نوجوان کے ساتھ بغل گیر ہوا۔ اسی لمحے اس نے اشارہ کر دیا۔ محافظ دوسرے نوجوان پر پل پڑے۔ اگلے ایک منٹ سے بھی کم وقت میں وہ جسپال کی کار میں تھے۔ تبھی امر سنگھ نے وہاں موجود لوگوں سے کہا

''تم سب حراست میں ہو۔ اس وقت تک، جب تک ان کے دو اور ساتھی نہیں مل جاتے، میں ادھر ہی ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے ہمیں اشارہ کیا اور ہم وہاں سے نکل پڑے۔ ہمارے آگے پیچھے گاڑیاں تھیں۔ مجھے یقین تھا کہ امر سنگھ اس وقت تک وہاں رہے گا، جب تک ان کے بارے میں وہاں سے پوری معلومات نہیں لے لیتا۔ انتہائی تیزی سے ہم اسی گھر میں آ گئے۔ کچھ ہی دیر بعد ان نوجوانوں کو ایک کمرے میں لے کر فرش پر پھینک دیا گیا۔

''بولو۔! کہاں سے آئے ہو تم لوگ؟'' میں نے ان سے پوچھا تو دونوں نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔

''جی امرتسر سے جی، ہمارے کاغذات.....''

''بکواس نہیں، حقیقت، یہ تصویر کس کی ہے، پہچانو۔'' میں نے سیل سے تصویر نکال کر اس کے سامنے کی تو چند لمحے دیکھتا رہا، پھر سر پھیرتے ہوئے بولا

''مجھے نہیں معلوم جی کون ہے یہ۔''

میں نے دوسرے کو دوسری تصویر دکھائی تو اس نے بھی انکار کر دیا۔

''جسپال یہ لوگ ایسے نہیں مانیں گے۔ اسے مناؤ، یہاں پاکستان میں نمک بہت سستا ہے۔'' میرے یوں کہنے پر اس نے دونوں کو فرش پر الٹا لیٹ جانے کو کہا۔ وہ لیٹ گئے تو میری کمر سے بندھی ہوئی کرپان نکالی اور دونوں کے الٹے ہاتھ اوپر نیچے زمین پر رکھ کر اس میں کرپان مار دی۔ ان دونوں کی ایک ساتھ چیخ بلند ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی امر سنگھ کی کال آ گئی۔ وہ پرجوش انداز میں بول رہا تھا

''او ئے دلجیت، ایک طاقت ور بم اس گاڑی کے نیچے سے مل گیا ہے۔ ان بہن..... سے باقی کا پوچھ، میں نے ادھر سب کو لگا دیا، اوپر اطلاع دے دی ہے۔ تیسرا پکڑنا ہے۔ جلدی کر۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں دیکھتا ہوں۔'' میں نے کہا اور سیل فون بند کر دیا پھر ان کے سامنے بیٹھ کر بولا

''بم پکڑا گیا ہے، اگر تم تعاون کرو گے تو میں بھی تیرے ساتھ اچھا سلوک کروں گا۔ بتا تیسرا کہاں ہے۔ ورنہ تجھے موت بھی نہیں ملے گی۔''

وہ دونوں گومگو کی حالت میں رہے۔ اتنے میں تانی آگے بڑھی اور ان کی طرف دیکھ کر بولی۔

''دیکھو۔ ہم نے تم لوگوں کو صرف یہاں سے ہی رنگے ہاتھوں نہیں پکڑا ہے۔ بلکہ ٹورنٹو سے تم لوگ ہماری نگاہ میں ہو۔ تم دونوں نے شاید غور نہیں کیا کہ تمہاری یہ تصویریں ٹورنٹو ائیر پورٹ کی ہیں۔ اور تم جس کے لئے کام کر رہے ہو۔ ہمیں اس کا بھی پتہ ہے۔ اگر یقین نہیں آتا تو اس سے بات کرادوں تمہاری؟'' تانی نے کچھ اس اعتماد سے کہا کہ وہ ایک دم چونک گئے۔ ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ تانی نے ان کے جواب کا انتظار نہیں کیا بلکہ انہی کے سیل فون اپنے سامنے رکھ لئے، جو تلاشی میں ہاتھ آئے تھے۔ تانی نے اپنے سیل سے نمبر دیکھے اور پھر رابطے کا انتظار کرنے لگی۔ کچھ ہی دیر بعد رابطہ ہو گیا۔ اس نے اسپیکر آن کر دیا۔

''ہیلو۔'' دوسری طرف سے کہا گیا

''ہیلو شیام عرف بابو شرما۔'' تانی نے کہا

''کون ہو تم؟''

''وہی جس نے تمہارے جنم استھان پر بھیجے ہوئے بندے قابو کر لئے ہیں۔ بات کرو گے ان سے؟'' تانی نے طنزیہ انداز میں کہا

''یہ کیا بکواس ہے۔'' دوسری طرف سے چیخ کر کہا گیا تو تانی نے ایک کو بولنے کا اشارہ کیا

''میں..... میں بات کر رہا ہوں جی''

''میں کسی کو نہیں جانتا۔''

''تم نہ جانو لیکن ہم تمہیں جانتے ہیں۔ تم نے پہل کر لی، اب ہماری باری ہے۔ اب تڑپنا نہیں۔'' تانی نے نفرت سے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔ انہی لمحوں میں امر سنگھ آ گیا۔

''کچھ بتایا ان ماں..... نے''

''ابھی تک نہیں۔'' جسپال نے کہا

''تو پھر انہیں کروفورسز کے حوالے، وہ خود پوچھ لیں گے ان سے۔'' امر سنگھ نے کہا تو میں نے آخری کوشش کرتے ہوئے کہا

''اگر تم اب بھی اپنے بارے میں سچ بتا دو، تو میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں نہیں ماروں گا۔ تم سے اچھا سلوک کروں گا اور یہاں سے جانے بھی دوں گا۔ ورنہ تمہیں پتہ ہے کہ وہ لوگ تو سب کچھ.....''

''اگر آپ وعدہ کریں کہ مجھے سرحد پار کروا دیں گے تو میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔'' ایک نے کہا

''بولو۔'' میں نے کہا تو وہ کہتا چلا گیا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ان کا تیسرا ساتھی حسن ابدال میں مصروف تھا۔ان کا پلان یہ تھا کہ جیسے ہی انہوں نے جنم استھان میں دھما کا کرنا تھا،اس دھما کے کی اطلاع اسے مل جانی تھی۔اسی وقت وہاں بھی دھما کا کر دیا جاتا تھا۔اگر چہ وہاں بندے کم تھے۔لوگ کم مرتے یا نہ مرتے،مگر پاکستان میں موجود ہر گرودوارے پر خوف چھا جاتا۔

''تو وہ تیسرا،حسن ابدال میں ہے؟''میں نے پوچھا تو اس نے اس کی ساری تفصیل بتادی۔تب میں نے امرسنگھ سے کہا''دیکھ میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ اسے کچھ نہیں کہنا،میں جب تک حسن ابدال سے واپس نہ آجاؤں،انہیں کچھ نہیں کہنا،ان کا خیال رکھنا ہے،انہیں سرحد تک بھی لے جانا ہے۔''

''چل وعدہ۔''امرسنگھ نے کہا تو میں اور تانی جانے کے لئے تیار ہو گئے۔جسپال نے ڈرائیونگ سنبھال لی۔وہیں سے ایک شخص بھی ہمارے ساتھ ہولیا۔سہ پہر کا وقت تھا اور حسن ابدال کا راستہ تقریباً چھ گھنٹے کا تھا۔راستے میں ہم اپنے لوگوں سے رابطے میں تھے۔

رات کے سائے پھیل چکے تھے۔جب ہم حسن ابدال کے پہنچے۔دائیں ہاتھ سے شہر کی جانب مڑے،پھر اونچی نیچی،ٹیڑی میڑھی سڑک سے ایک تنگ سی گلی میں آگئے۔کار وہیں روکی تو گرودوارہ پنجہ صاحب کے دروازے پر کافی لوگ موجود تھے۔انہیں میں سے ایک بندہ آگے بڑھا اور اس نے پہچانتے ہوئے ساتھ لیا اور اندر کی جانب چلا گیا۔دائیں جانب پر بندھک کمیٹی کا آفس تھا۔ہم وہاں چلے گئے،جہاں ایک گیانی ہمارے انتظار میں تھا۔وہ ہمیں لے کر اوپر کی منزل میں چلا گیا،جہاں رہائشی کمرے تھے۔انہی میں سے ایک کمرے کے آگے وہ رک گیا۔دروازہ بجانے کے بعد چند لمحے انتظار کرنا پڑا۔تبھی کچھ لوگوں کے ساتھ ایک نوجوان نے دروازہ کھولا،تو اسے باہر نکال لیا گیا۔میں اس کی تصویر سیل فون میں دیکھ چکا تھا۔میں نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا بلکہ اسے خاموشی کے ساتھ نیچے چلنے کو کہا۔وہ اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ بات کیا ہو سکتی ہے۔کیونکہ نہ تو جنم استھان پر دھما کہ ہوا اور نہ ہی پنجہ صاحب کی انتظامیہ نے اسے باہر نکلنے دیا تھا۔چند لوگ اسے گھیر کر بیٹھے ہوئے تھے۔ہم اسے اپنی گاڑی تک لے آئے اور اسی وقت واپسی کے لئے نکل پڑے۔حسن ابدال سے نکلتے ہی ہم نے اسے فورسز کے حوالے کر دیا۔ننکانہ صاحب میں رسومات بڑے امن اور سکون سے ہو گئی تھیں۔میں نے بھی سکون کا ایک طویل سانس لیا۔

اس وقت صبح کے آثار پھیل رہے تھے،جب ہم موٹروے سے لاہور پہنچ گئے۔تانی میرے کاندھے کے ساتھ سر لگائے سو رہی تھی۔میں نے اسے سونے دیا۔یہاں تک کہ ایک بڑے سارے بنگلے کے گیٹ پر رُک کر جسپال نے ہارن بجایا۔گیٹ کھل گیا اور اس کے درمیان میں سے دور پورچ میں میری ماں کھڑی تھی۔اس کے ساتھ سوہنی تھی،جس کے چہرے پر بے حد سنجیدگی تھی۔کار رکتے ہی میں نکلا اور ماں کے سینے سے جا لگا۔وہ بہت دیر تک مجھے اپنے سینے سے لگائے رہیں۔پھر مجھے خود سے الگ کر کے میرا سر اور ماتھا چوما۔سوہنی اشتیاق بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔میں نے اس کی طرف دیکھا اور اسے اپنے گلے سے لگاتے ہوئے زور سے بھینچ لیا۔وہ جلدی سے الگ ہو گئی۔ہم اندر چلے آئے۔میری ماں کو شاید میرا سکھ کا روپ اتنا اچھا نہیں لگا تھا۔میں نے سب سے پہلے اسی روپ کو ختم کرنے سوچا اور سیدھا باتھ روم میں جا گھسا۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سارا دن آرام کرنے کے بعد باقی وقت میں اماں کے پاس ہی رہا تھا۔ وہ جب سونے گئیں تو میں، جسپال اور تانی اوپر والی منزل کے ایک کمرے میں آ بیٹھے۔ رات کا پہلا پہر گذر چکا تھا اور ہم باتیں کرتے چلے گئے۔ اوگی پنڈ میں اب مکمل خاموشی تھی۔ یہ جسپال کو بھی معلوم تھا۔ انہی باتوں کے دوران سونی وہاں آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی ٹرے تھی۔ اس نے آتے ہی معذرت خواہانہ انداز میں کہا

'' سوری مجھے دیر ہوگئی۔ اماں کو سونے میں کچھ دیر لگ گئی تھی۔''

''کوئی بات نہیں۔ ادھر بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ چھاکے کا کیا حال ہے۔ گاؤں کیسا ہے، اس بارے مجھے بتایا ہی نہیں۔'' میں نے پوچھا

''وقت ہی کہاں ملا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس دوران تانی نے چائے کے مگ سب کے سامنے رکھ دیئے۔ تبھی وہ بولی '' گاؤں میں سب ٹھیک ہے، شاہ زیب دوبارہ گاؤں میں واپس نہیں گیا، سنا ہے کہ وہ تب سے ادھر لاہور ہی میں ہے اور آج کل اس کا یارانہ ملک سجاد سے بہت زیادہ ہوگیا ہوا ہے اور چھاکا بھی ٹھیک ہے۔''

''چھاکے کو پتہ ہے کہ میں آگیا ہوں؟'' میں نے تجسس سے پوچھا

''چھاکے سے رابطہ ہوگیا تھا۔ وہ تجھ سے ملنے کے لئے فوراً آنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے وہیں رہنے کو کہا۔ میرا ارادہ تھا کہ ہم خود وہاں جائیں۔ اب دیکھیں کیا حالات بنتے ہیں۔'' سونی نے کہا تو میں جن حالات میں وہاں سے نکلا تھا، انہیں یاد کرتے ہوئے میرے اندر غصہ بھر گیا تھا۔

''ہم جائیں گے اور اس طرح جائیں گے کہ اب کسی شاہ زیب کی اور نہ کسی پیرزادے کی، کسی کی بھی کوئی جرات نہ ہو۔ تم مجھے صرف یہ بتاؤ کہ ملک سجاد اور شاہ زیب کے بارے میں تجھے کیسے پتہ ہے؟'' میں نے پوچھا

''یہاں کوئی نہیں ہے، جو بھی معلومات ملتی ہیں، وہ گاؤں ہی سے ملی ہے، زیادہ تر چھاکا ہی بتاتا ہے۔'' سونی نے وضاحت کی تو میں خاموش ہوگیا۔ کیونکہ مجھے لگ رہا تھا کہ میرا گاؤں جانا بہت ضروری ہوگیا ہے۔ میں چند لمحے سوچتا رہا، پھر جسپال کی طرف دیکھ کر کہا

''کیوں جسپال چلیں، صبح ہونے سے پہلے پہنچ جائیں گے۔''

''چلو۔'' اس نے یوں کہا جیسے وہ جانے کے لئے پہلے ہی تیار ہو چکا تھا۔

''لیکن تم ایسے کیسے جا سکتے ہو، کیوں جانا ہے اب وہاں، اتنی پرسکون زندگی گزار رہے ہیں ہم، ہمیں اور کیا چاہئے۔'' سونی نے ایک دم سے کہا تو میں دھیرے سے ہنس دیا اور بولا

''اب شاید سکون میری زندگی میں نہیں ہے۔ اب تم اس کی فکر نہ کرو۔'' میں نے کہا تو اس نے یوں میری جانب دیکھا جیسے وہ بہت کچھ کہنا چاہتی ہو لیکن کہہ نہیں پا رہی ہو۔ اس صورت حال کو تانی اور جسپال فوراً سمجھ گئے۔ اسی لئے تانی اٹھتے ہوئے بولی

''جمال، اگر جانا ہے تو بتا دینا، اس وقت تک میں میں تیار ہو جاؤں۔''

تانی نکلی تو جسپال بھی باہر چلا گیا۔ تنہائی پاتے ہی وہ دکھ بھرے لہجے میں بولی

''جمال لگتا ہے اب تم بہت دور نکل گئے ہو؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم ٹھیک سمجھی ہو سوہنی۔ اب میری زندگی میری نہیں ہے۔ میں چاہوں بھی تو ان راہوں سے پلٹ کر واپس نہیں آ سکتا۔ میں گاؤں اس لئے جانا چاہتا ہوں کہ میرے کچھ وعدے ادھورے ہیں، ابھی وہاں پڑے خواب میرے انتظار میں ہیں۔ کچھ یادوں کے کانٹے اب بھی مجھے چبھ رہے ہیں۔''

''مجھے اب کچھ نہیں چاہئے۔ مجھے ماں مل گئی، اتنی دولت ہے میرے پاس کہ میں باقی زندگی سکون سے گذار سکوں۔'' وہ دھیمے لہجے میں بولی

''سوہنی۔! اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ، کیا یہی زندگی ہے۔ جہاں تک ہماری دسترس ہے، کیا ہم اللہ کی اس مخلوق کو اُن ظالموں سے نہیں بچا سکتے، جنہوں نے انہیں بے دام غلام بنا رکھا ہے۔ اور وہ بے چارے لوگ، اس شکنجے کو اللہ کی رضا سمجھنے پر مجبور ہیں۔'' میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

''ہم کہاں تک اور کیا کر سکتے ہیں۔ کتنے لوگوں سے لڑ پائیں گے۔ یوں لگتا ہے جیسے یہاں تو پورا معاشرہ ان ظالم لوگوں سے بھرا پڑا ہے۔'' وہ اُکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔

''نہیں سوہنی نہیں، ایسا نہیں ہے۔ سارے لوگ ظالم نہیں ہیں۔ اصل میں ہمارے اس معاشرے کا روگ وہ منافق لوگ ہیں، جو اپنی خباثت کو دوسرے کی طاقت سے لوگوں پر مسلط کرتے ہیں۔ ظالم اور منافق دونوں بزدل ہوتے ہیں، اور وہ دونوں اپنے اندر کے خوف سے معاشرے میں مجبور لوگوں پر ظلم روا رکھتے ہیں۔ انہیں بس کوئی روکنے والا ہو، یہ کتے کی مانند دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں۔'' نہ چاہتے ہوئے میرے لہجے میں تلخی آ گئی۔

''اس کا مطلب ہے تم ان سب سے مقابلے کی ٹھان چکے ہو؟'' سوہنی نے حتمی لہجے میں پوچھا تو نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

''ہاں، اور کیا تم میرا ساتھ نہیں دو گی؟''

''کیوں نہیں، میں تو کب کی آس لگا کر بیٹھی ہوں کہ کب تم مجھے کوئی حکم دو اور میں.....''

''نہیں، میرے لئے نہیں، اس اللہ کے لئے اور اس کی اس مخلوق کے لئے، جس نے گورے اور کالے، عربی اور عجمی میں کوئی فرق نہیں رکھا۔ مجھے بتاؤ کیا قصور ہے ان لوگوں کا، جو زمین کے ان خداؤں کے سامنے بے بس ہیں۔ انہیں بے بس کر دیا گیا ہے اس زمینی نظام میں جکڑ کر۔ جہاں تک ہمارا بس چلتا ہے، ہمیں منافقوں اور ظالموں کے خلاف لڑنا ہے۔''

''میں تمہارے ساتھ ہوں، صبح ہم یہاں سے اکٹھے ہی چلیں گے۔'' اس نے میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تو میں نے آنکھوں سے اس کی بات مان لینے کا عندیہ دے دیا۔

سوہنی رات گئے تک میرے پاس بیٹھی رہی۔ میرے جانے سے لیکر اب تک کی تمام روداد مجھے سناتی رہی، میں بھی اسے بتاتا رہا کہ میرے ساتھ کیا گذری۔ وہ اٹھ کر گئی تو میں لمبی تان کر سو گیا۔

صبح ناشتے کے بعد ہم گاؤں جانے کے لئے تیار تھے کہ اچانک میرا وہ سیل فون بجنے لگا، جو مجھے تانی نے دیا تھا۔ میں کال رسیو کی تو دوسری طرف مہر خدا بخش تھا۔ کچھ دیر حال اور احوال پوچھنے کے بعد اس نے کہا

''جمال۔! ابھی تم لاہور ائیر پورٹ جاؤ۔ وہاں ایک آدمی شاہد معین کراچی سے آ رہا ہے، اسے اپنے ساتھ لاؤ۔ اس کی پوری بات سنو،

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پھر میں تم سے بات کرتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے، میں ابھی جاتا ہوں۔'' میں نے فوراً کہا تو اس نے بتایا

''اس کی تصویر، تمہارے سیل فون پر ابھی آجاتی ہے، اسے بھی میں نے تمہاری تصویر بھیج دی ہے۔''

''جی، میں نکلتا ہوں۔'' میں نے کہا تو اس نے کال ختم کر دی۔ میں نے سب کو صورت حال بتائی اور ائیر پورٹ جانے کے لئے تیار ہو گیا۔

میں تانی اور جسپال لاہور ائیر پورٹ جا پہنچے۔ میں نے وہ ائیر پورٹ پہلی بار دیکھا تھا۔ ہمیں اندر جا کر زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ شاہد معین ہمیں مل گیا۔ وہ کلین شو، خوبصورت نقوش والا، وجیہہ اور لمبا تڑنگا، صحت مند نوجوان تھا۔ خاص طور پر اس کی آنکھیں بہت گہری تھیں۔ سادے سے شلوار قمیض اور ویسٹ کوٹ پہنے وہ ہمارے سامنے تھا۔ وہ ہمیں بڑے تپاک سے ملا۔ ہم اسے لے کر واپس آ گئے۔ اطمینان سے بیٹھنے کے بعد اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا

'' میں کراچی کا رہنے والا ایک جیولر ہوں۔ یہ کاروبار میرے باپ دادا سے چلتا چلا آ رہا۔ انہوں سے اس بزنس میں بہت ترقی کی۔ ہمارا شمار کراچی کے ان بڑے جیولرز میں ہوتا ہے، جن کا بزنس دوبئی اور مڈل ایسٹ تک پھیلا ہوا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ میں آپ سے ملنے یہاں تک کیوں آ گیا۔'' یہ کہہ کر اس نے میری طرف دیکھا تو میں نے کہا

''ظاہر ہے ہم مطلب کی بات کریں۔''

''یہی تو مسئلہ ہے کہ مجھے اپنی بات بتانے اور سمجھانے کے لئے آپ کو ایک چھوٹی سی کہانی سنانا پڑے گی۔ اس سے آپ معاملہ کے ہر پہلو کو اچھی طرح جان جائیں گے۔'' یہ کہہ کر اس نے سب کی طرف دیکھا، جیسے عندیہ چاہ رہا ہو۔

''بے شک آپ اپنی بات کہیں۔ جتنا وقت لیں، ہم سننے کو تیار ہیں۔'' میں نے سکون سے کہا تو وہ میری طرف تشکرانہ انداز میں دیکھتے ہوئے بولا

''جمال بھائی۔! میں اپنے والدین کا اکلوتا ہوں۔ اس لئے میں نے بڑی بے فکری کی زندگی گزاری۔ چھوٹی سی عمر میں ہی میں دنیا گھوما پھرا ہوں۔ اس کا اندازہ آپ اس سے لگا لیں کہ ہم کرکٹ میچ دیکھنے دوبئی یوں چلے جایا کرتے تھے، جیسے کسی مقامی اسٹیڈیم میں چلتے جاتے تھے اور میرے باپ نے مجھے کبھی نہیں روکا۔''

''ٹھیک ہے ہم نے مان لیا کہ آپ بہت امیر باپ کے بیٹے ہیں، آگے بولیں۔'' تانی نے کہا تو وہ ذرا سا مسکرا دیا۔

''معاف کیجئے گا، میں آپ کو اپنی امارت سے مرعوب نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں لاڈ پیار میں پلا، لاابالی اور لاپرواسا لڑکا تھا۔ جسے نہ بزنس کی سمجھ تھی اور نہ ذمے داری کا احساس۔'' یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔ چند لمحے چپ رہنے کے بعد وہ گویا ہوا، ''ایک دن میرے ابا نے مجھے احساس دلایا کہ میں نے بزنس سنبھالنا ہے، اب مجھے اس میں دلچسپی لینا چاہئے اور کام سیکھنا چاہئے۔ میں تیار ہو گیا اور ایک دن اپنے شوروم پر جا بیٹھا۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آخر ایک دن مجھے یہی کرنا ہے'' یہ کہہ کر شاہد معین جیسے خیالوں میں کھو گیا۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شاہد پہلے دن اپنے شوروم میں اپنے باپ کے ساتھ آ بیٹھا۔ اس دن اس کا باپ بہت خوش تھا۔ شوروم میں کام کرنے والے بہت لوگ تھے۔ دوپہر سے ذرا پہلے ان کے شوروم میں چند گاہک آئے۔ ان میں دو مرد حضرات اور تین خواتین تھیں۔ ان خواتین میں ایک لڑکی تھی۔ اس نے جیسے ہی اپنے چہرے پر سے پلو ہٹایا، شاہد پہلی ہی نگاہ میں اس پر فریفتہ ہو گیا۔ اسے یوں لگا جیسے سارے جہان کا حسن اسی ایک لڑکی پر آن کر ختم ہو گیا ہو۔ نازک اور کامنی سی وہ لڑکی یوں لگ رہی تھی، جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو۔ اس لڑکی کا چہرہ اس قدر پرکشش تھا کہ شاہد اسی میں کھو کر رہ گیا۔ بات یہ نہیں کہ اس نے حسین لڑکیاں نہیں دیکھی تھیں، بلکہ ایسا حسن جو سیدھا دل میں اُتر جائے ایسا نہیں دیکھا تھا۔ وہ ایسی ہی تھی، سیدھے اس کے دل میں اتر گئی۔ پہلی بار اس نے کسی کو پالینے کی خواہش کو اپنے اندر اس طرح موجزن پایا تھا، جیسے سمندر میں جوار بھاٹا اٹھ گیا ہو، سمندر بھی تو اس وقت پاگل ہوتا ہے جب چاند اپنے پورے جوبن پر ہو۔ چاند میں تو پھر بھی داغ ہوتا ہے، وہ تو اتنا پیارا، معصوم اور پرکشش چہرہ رکھتی تھی کہ اس کے اندر کی دنیا اتھل پتھل ہو گئی تھی۔ اسے اپنا آپ پرایا لگنے لگا تھا۔

وہ لوگ کافی دیر تک جیولری دیکھتے رہے۔ اور شاہد کی نگاہیں اسی کا طواف کرتی رہیں۔ انہوں نے کافی ساری خریداری کی۔ انہوں نے جتنے بھی زیورات خریدے، اسے لڑکی کے ساتھ لگا لگا کر دیکھتے رہے۔ شاہد کو تب یوں لگ رہا تھا کہ شوکیس میں پڑے زیورات اتنے خوبصورت نہیں لگ رہے تھے، جتنے اس کے بدن کے ساتھ لگ کر اچھے لگ رہے تھے۔ وہ اسی میں کھویا رہا۔ کافی دیر بعد ان کی خریداری ختم ہوئی۔ اتنی دیر میں اس نے اندازہ لگا لیا کہ وہ کراچی سے تعلق بہرحال نہیں رکھتے ہیں۔ وہ زیادہ تر سندھی زبان ہی بول رہے تھے۔ خریداری کے بعد انہوں نے رقم کی ادئیگی کر دی تو انہوں نے آپس میں کوئی بات کی۔ پھر مرد حضرات نے اس لڑکی سمیت دونوں خواتین کو وہیں زیورات کے ساتھ چھوڑا اور باہر چلے گئے۔ وہ لڑکی بالکل اس کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ شاہد کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس لڑکی سے بات کرے۔ شاید قسمت یاوری کر رہی تھی کہ اس کے ساتھ دونوں خواتین اٹھیں اور شوروم سے مزید زیور دیکھنے لگیں۔ وہ لڑکی اس کے پاس بیٹھی رہی۔ تبھی اچانک شاہد کے دل میں نجانے کیا ہوک اٹھی، وہ اٹھا اور ایک نازک سی ہیرے کی انگوٹھی لے آیا اور پھر جھجکتے ہوئے اس نے لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

''سنئے۔!''

''جی۔'' اس نے اپنی بھاری پلکیں اٹھا کر ہولے سے کہا۔ تو شاہد نے وہ انگوٹھی اس کے سامنے کرتے ہوئے ہاتھ بڑھانے کا اشارہ کیا۔ اس لڑکی نے چند لمحے سوچا اور پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ شاہد نے اپنی سانس روکی اور اس کا مرمریں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ایک انگلی منتخب کی اور اس میں وہ ہیرے کی انگوٹھی پہنا دی۔ پھر دھیرے سے کہا

''بہت شکریہ۔''

وہ لڑکی چند لمحے اس انگوٹھی کو دیکھتی رہی پھر اس نے شاہد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

''کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ آپ نے مجھے یہ انگوٹھی کیوں پہنائی...... اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس طرح انگوٹھی پہنانے کا مطلب کیا ہوتا ہے؟''

''مجھے خوشی ہوئی کہ آپ بہت سمجھدار ہیں۔ آپ نے جو سمجھا ہے وہی ٹھیک ہے۔ مجھے آپ بہت پسند آئی ہو۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مگر یہ اب ممکن نہیں ہے۔''اس نے انگوٹھی اتارتے ہوئے کہا

''نہ نہ اسے پہنے رکھیں۔ممکن ہے یا نہیں، مجھے اس سے مطلب نہیں۔''شاہد نے تیزی سے کہا تو اس کے یوں کہنے پر وہ لڑکی رک گئی۔پھر انگوٹھی کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

''یہ اس لئے ممکن نہیں کہ یہ جو زیورات خریدے جا رہے ہیں، یہ سب میری شادی کے لئے ہیں، پرسوں میری بارات آنے والی ہے۔''

شاہد کو یوں لگا جیسے وہ مذاق کر رہی ہے۔اس لئے مسکراتے ہوئے بولا

''وہ آپ کو مبارک ہو،لیکن آپ مجھے پسند آئیں ہیں، میرا دل کہتا ہے کہ آپ میرے لئے بنی ہیں اور میرا دل جھوٹ نہیں بولتا،اگر آپ میرے لئے بنی ہیں تو آپ مجھے مل جائیں گی،ورنہ، یہ انگوٹھی میرے جھوٹے دل کی یاد تو دلاتی رہے گی۔''

''نہیں، یہ پھر بھی ممکن نہیں ہے۔یہ ہو نہیں سکے گا۔آپ اپنے دل کو سمجھا لیں۔''اس نے طنزیہ لہجے میں کہا

''کیوں؟''اس نے پوچھا تو وہ بولی

''میرا تعلق ایک ہندو فیملی سے ہے۔میرا نام شیویتا دیوی ہے۔میرا تعلق سکھر کے کاروباری اور زمیندار گھرانے سے ہے۔ ہم صرف شادی کی خریداری کے لئے یہاں آج ہائی ایئر آئے ہیں،اور ابھی کچھ دیر بعد واپس لوٹ جائیں گے۔میرا خیال ہے آپ یہ انگوٹھی.....''

''پلیز شیویتا۔! آپ اسے پہنے رہیں۔چلو یہی قبول کر لو۔''شاہد نے اس کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھا تو شیویتا نے چند لمحے انگوٹھی کو اپنی گلابی انگلی میں گھمایا اور پھر سر ہلاتے ہوئے کہا

''ٹھیک ہے۔''

''آپ کچھ پڑھی لکھی بھی ہیں۔''شاہد نے یونہی بات بڑھاتے ہوئے پوچھا

''ہاں۔!میں نے انگلش میں ماسٹرز کیا ہے۔''

''بہت اچھا،کہاں سے؟''اس نے پوچھا

''وہیں سکھر سے۔''اس نے دھیمے لہجے میں جواب دیا تو اس نے پوچھا

''اور کتنے لوگ ہیں آپ؟''

''میں،میری ماتا اور پتا،بس''شیویتا نے جواب دیا۔شاید وہ مزید باتیں کرتے۔وہ دونوں خواتین آہستہ آہستہ واپس آ کر اس کے پاس بیٹھ گئیں تو ان کے درمیان باتیں چلنے لگیں۔شاہد اس گلابی رنگت والی حسینہ کو دیکھتا رہا۔شیویتا کو اس کی محویت کا پوری طرح احساس تھا۔کچھ دیر بعد ان کے ساتھ آئے مرد بھی آ گئے۔وہ سب اٹھے اور شوروم سے باہر چل دیئے۔وہ انہیں جاتا ہوا دیکھتا رہا۔شوروم کا داخلی گیٹ پار کرتے ہوئے،شیویتا نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دیا۔پھر ایک دم سے اسے یوں لگا جیسے چند لمحوں ہی میں بہار سے خزاں کا موسم ہر طرف پھیل گیا ہو۔

شاہد معین کے دن رات کا چین لٹ گیا تھا۔ہر وقت اس کی نگاہوں کے سامنے شیویتا ہی رہنے لگی تھی۔اس نے خود کو بہت سمجھایا۔وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپنے آپ پر ہنسا بھی لیکن قرار تھا کہ آ ہی نہیں رہا تھا۔ اس نے سوچا، شاید چند دن ایسے ہی گذریں گے۔ پھر دھیرے دھیرے سب ٹھیک ہو جائے گا اور شاید ایسا ہو جاتا لیکن تیسرے دن کی صبح وہ شوروم جانے کے لئے تیار ہو کر ناشتے کی میز پر آیا، جہاں اخبار بھی پڑا ہوا تھا۔ اخبار دیکھتے ہوئے اچانک اس کی نگاہ ایک خبر پر پڑی۔ وہ خبر سکھر سے تھی۔ جس کے مطابق، شادی والے گھر میں ڈکیتی کی واردات میں ڈاکو سب کچھ لوٹ کر لے گئے۔ مزاحمت کرنے پر دلہن کے ماں باپ سمیت ان کا ایک رشتے دار ہلاک ہو گیا تھا اور دلہن شدید زخمی تھی۔ تین افراد کے قتل کی خبر نے علاقے میں دہشت پھیل گئی۔ ان سیٹ میں دلہن کی تصویر تھی۔ جو شدید زخمی تھی اور ہسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش میں تھی۔ وہ بلاشبہ شیویتا تھی۔ وہ اس کی تصویر سے دھوکا نہیں کھا سکتا تھا۔

وہ جس قدر ناشتہ کر سکا تھا، وہیں چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ سامنے اس کی ماں تھی۔ اس نے حیرت سے شاہد کو دیکھا اور بولی

''یہ اچانک تم نے ناشتہ کیوں چھوڑ دیا؟''

''بس ماما، میں نے کر لیا، اور ہاں بابا کو بتا دیجئے گا، میں آج شوروم نہیں جاؤں گا، بلکہ مجھے کہیں کام جانا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

دوپہر سے پہلے وہ بائی ایئر سکھر پہنچ گیا۔ وہ سیدھا ہسپتال گیا۔ جہاں شیویتا کے بارے معلومات اسے آسانی سے مل گئیں۔ وہ صبح تک انتہائی نگہداشت وراڈ میں پولیس کے تحفظ میں تھی۔ لیکن کچھ دیر پہلے اسے کراچی لے گئے تھے، اس کی حالت اچھی نہیں تھی۔ وہیں سے اسے معلوم ہو گیا کہ اسے کس ہسپتال میں لے جایا جا رہا ہے۔ وہ واپس ایئر پورٹ پہنچا اور شام ہونے سے پہلے کراچی کے اس ہسپتال میں پہنچ گیا۔ جہاں شیویتا زندگی کی جنگ لڑ رہی تھی۔

سکھر میں اجنبیت کے باعث شاید وہ اتنا کچھ نہ کر پاتا، جتنا وہ کراچی میں رہ کے کر سکتا تھا۔ اس کے دوست اور پھر اس کا تعلق بہت کام آیا۔ رات گئے تک وہ شیویتا کے پاس تھا۔ شاہد نے دیکھا، وہی انگوٹھی شیویتا کے ہاتھ میں تھی۔ جس پر وہ مسکرا کر رہ گیا۔ شیویتا کے ساتھ اس کا کوئی قریبی رشتے دار نہیں بلکہ ان کے گاؤں کے دو لوگ تھے جو انہی کے ملازم بھی تھے۔ یا پھر وہ چند پولیس والے تھے جو اسے لے کر وہاں پہنچے تھے۔ انہی کی زبانی اسے سارے واقعے کے بارے میں پتہ چلا۔

شیویتا کا ایک چاچا تھا، جس کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ وہ سکھر کے نواح سلطان پور میں رہتے تھے۔ جہاں ان کی آبائی زمین تھی۔ وہ ساری کی ساری اس کا چاچا ہی دیکھتا تھا اور شیویتا کے باپ کو باقاعدہ حصہ دیتا تھا۔ وہ بہت عرصے سے اپنے بھائی سے شیویتا کے رشتے کی بات کر رہا تھا۔ لیکن ایک تو شیویتا نہیں مان رہی تھی کہ اس کے چاچا زاد کم پڑھے لکھے اور دیہاتی ہیں۔ دوسرا وہ انہیں پسند نہیں تھے۔ رشتہ مانگنے کے باوجود انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے دھمکی دی تھی کہ اگر اس کی شادی کہیں دوسری جگہ ہوئی تو وہ یہ شادی ہونے نہیں دیں گے۔ شیویتا کی شادی کراچی کے ایک ہندو انجینئر لڑکے سے طے پا گئی۔ اگلی صبح بارات آنا تھی کہ یہ ہنگامہ ہو گیا۔ ساری وجہ صرف زمین تھی۔ شیویتا کے ساتھ اس کی زمین اور تمام شہری جائیداد کے ساتھ چلتا ہوا کاروبار ان کا ہو جانے والا تھا۔ اب شیویتا یہاں زندگی اور موت کی کشمکش میں پڑی تھی۔ رات

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گئے شیویتا کو ہوش آ گیا تو شاہد نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ اپنے سامنے شاہد کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ سرسراتے ہوئے دھیمے لہجے میں پوچھا

''آپ.....؟''

''ہاں میں.....'' اس نے دھیرے سے کہا تو اس نے پوچھا

''آپ کیسے؟''

''ذہن پر زیادہ بوجھ مت ڈالو۔ اب تم پوری طرح محفوظ ہو۔ تم کراچی میں ہو، یہاں تمہارا علاج ہو رہا ہے۔'' شاہد نے اسے بتایا تو وہ بولی

''میرے ماتا پتا؟''

''وہ اس دنیا میں نہیں رہے۔'' اس نے صاف بتا دیا۔ وہ ایک دم سے شاک میں آ گئی اور پھر بے ہوش ہوتی چلی گئی۔ دوسرے دن کی شام اسے ہوش آیا۔ اور پھر وہ ساری رات خامشی ہی کی نذر ہو گئی۔ اگلی صبح شیویتا اسے کتنی ہی دیر تک دیکھتی رہی اور پھر پوچھا

''لگتا ہے آپ ادھر ہی ہیں، اپنے گھر نہیں گئے؟''

''تمہیں اس حال میں چھوڑ کر کہاں جاتا۔'' اس نے پیار سے کہا

''کیا میرے ماتا پتا کی ارتھی.....''

''تمہارے ملازمین بتا رہے تھے کہ ان کا کریا کرم کر دیا گیا ہے۔'' شاہد نے بتایا

''وہ لوگ کہاں ہیں؟'' اس نے پوچھا

''باہر ہیں، بلاؤں؟'' شاہد نے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ نجانے ان سے کیا باتیں کرتی رہی کیونکہ شاہد باہر نکل گیا تھا۔ اسی رات شیویتا نے اس سے کہا

''شاہد۔ ! میری زندگی کو خطرہ ہے، وہ ڈاکو نہیں تھے، میرے چاچا کے بیٹے یا پھر انہی کے بھیجے ہوئے لوگ تھے، جو مجھے کسی بھی وقت مجھے مار سکتے ہیں۔ یہی وہ چاہتے ہیں۔ کیا آپ مجھے چند دنوں کے لئے چھپا سکتے ہیں؟''

''کیوں نہیں۔ میں تو تمہیں اپنے دل میں چھپا کر رکھ سکتا ہوں، تم حکم کرو، کیا چاہتی ہو۔''

''میں بس ان کی نگاہوں سے چھپ جانا چاہتی ہوں۔ میں اس طرح مجبوری کی حالت میں مرنا نہیں چاہتی، مجھے ان سے انتقام لینا ہے۔'' شیویتا نے کہا

''ٹھیک ہے جیسا تم چاہو، کیا تم مجھ پر اعتماد کرو گی؟'' شاہد بولا

''اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔'' اس نے شاہد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

''تو بس ٹھیک ہے، جیسا میں کہوں، ویسے ہی کرتی جانا۔''

اس کے یوں کہنے پر شیویتا نے آنکھیں بند کر کے اس کی بات مان لینے کا عندیہ دے دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شاہد نے پہلے دن ہی سے سوچ رکھا تھا کہ اب آنے والے دنوں میں کیا ہوسکتا ہے۔ وہ لڑنے بھڑنے والا بندہ نہیں تھا۔ اگرچہ شیویتا نے انتقام کی بات کی تھی۔ وہ اسے وقتی جوش سمجھ رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ بعد میں اسے سمجھا لے گا کہ اس راہ پر نہ ہی چلا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ پھر ایک رات وہ چپکے سے ہسپتال سے نکلے۔ شاہد پہلے ہی گاڑی کاریڈور کے پاس لے آیا تھا۔ وہ اس میں بیٹھی اور پولیس کی نگاہوں میں آئے بغیر وہ سے نکل گئے۔ اس نے اپنے ملازمین کو سرشام ہی سلطان پور واپس بھیج دیا تھا۔ انہیں اس نے یہی بتایا تھا کہ وہ اپنے علاج کے لئے غیر ملک جارہی ہے۔

شاہد نے اپنے ایک دوست کی مدد سے فلیٹ لے لیا ہوا تھا۔ جہاں اس نے ایک نرس اور ایک خدمت گار خاتون کا انتظام کر دیا تھا۔ اس رات وہ اپنے گھر چلا گیا۔ جہاں اس کے والدین اس کے بارے میں پریشان تھے۔ حالانکہ وہ فون سے رابطے میں تھا۔

☆ ☆ ☆

تقریباً تین ہفتوں کے بعد وہ ٹھیک ہوگئی۔ انہوں نے نرس کو فارغ کر دیا لیکن اس خاتون کو اپنے ہاں ہی ملازم رکھا۔ شیویتا اس قابل ہو گئی تھی کہ وہ شاہد کے ساتھ کسی پارک، ریستوران یا شاپنگ کے لئے چلی جائے۔ شاہد کے گھر والوں کو بالکل نہیں معلوم تھا کہ اس نے کسی ہندو لڑکی کو کسی دوسری جگہ فلیٹ میں پناہ کے طور پر رکھا ہوا ہے۔ شاید وہ خود پر یقین کے انتظار میں تھی کہ وہ کب اپنے ماں باپ کا بدلہ لینے کے قابل ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ایک دن جب وہ دونوں فلیٹ کے ڈرائینگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ شیویتا نے کہا

''شاہد۔! آپکا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ آپ نے مجھے اس وقت پناہ دی جب میں اس قابل نہیں تھی کہ کچھ بھی کر سکوں، لیکن اب میں واپس سکھر جانا چاہتی ہوں۔ اور وہیں رہ کر اپنے ماتا پتا کا بدلہ لینا ہوگا مجھے۔'' یہ کہتے ہوئے اس کے لہجے میں انتہا کی نفرت تھی۔ اس پر شاہد نے اس کے چہرے پر دیکھا جہاں نفرت ہی نفرت تھی۔ اس نے محتاط انداز میں شیویتا سے کہا۔

''شیویتا۔! میں یہ نہیں کہتا کہ تم ان سے بدلہ نہ لو، تمہارا انتقام بنتا ہے، لیکن سوچو، تم ایک اکیلی عورت کیا کر سکتی ہو۔ ظاہر ہے، تمہیں ان سے لڑنے کے لئے کسی مرد کا سہارا لینا ہوگا۔''

''وہاں لوگ میرے ساتھ ہوں گے، میں اپنی برادری میں یہ بات رکھوں گی .....'' وہ تیزی سے بولی تو شاہد نے مسکرا کر کہا

'' نہیں، تم غلط سوچ رہی ہو۔ میں جو تمہیں کہنے جارہا ہوں اسے غور سے سنو'' یہ کہہ کر وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا اور پھر کہتا ہی چلا گیا'' میں یہاں غافل نہیں بیٹھا ہوں میری جان، میں تمہارے اس کیس کے بارے میں پوری طرح آگاہ ہوں۔ انہوں نے یہ سب کچھ پہلے ہی سوچا ہوا تھا۔ پولیس کے ساتھ مل ملا کر انہوں نے اس سارے واقعے کو ڈکیتی بنا دیا ہے کہ کچھ ڈاکو آئے، انہوں نے لوٹ مار کی، اور مزاحمت پر اتنے بندے مار دیئے، بات ختم۔ قتل کا تو کہیں ذکر ہی نہیں ہے کہ وہ تیرے چاچا نے کیا ہے یا اس کے بیٹے ملوث ہیں۔ اب تم جتنا بھی چیخو چلاؤ گی، کچھ بھی نہیں ہوگا، کیونکہ اب تک کسی ڈاکو کو نہیں پکڑا گیا، کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔ اب تھوڑا عرصہ گذرے گا، کوئی ڈاکو مارا جائے گا اور یہ ڈکیتی اسی پر ڈال کر معاملے کو سرے ہی ختم کر دیں گے۔''

''ایسا ہوا ہے۔'' وہ حیرت سے چیختے ہوئے بولی۔ اس پر شاہد نے تحمل سے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں نے بتایا نا کہ میں اس بارے پوری طرح اپ ڈیٹ ہوں۔تم جاؤ اور جا کر معلوم کرو، میں درست کہہ رہا ہوں یا غلط، یہ سب ہو گیا ہے۔'' شاہد نے کہا تو اچانک جیسے اسے کچھ یاد آ گیا ہو۔اس نے شیویتا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا،''ممکن ہے تم یہ سوچ رہی ہو کہ میں تجھے اس لئے روک رہا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں۔ایسا نہیں ہے۔ مجھے اپنے دل پر تب بھی اعتماد تھا، جب کچھ بھی میری دسترس میں نہیں تھا، میں نے کہہ دیا تھا کہ تم میری ہو، میری ہی رہو گی، تم جہاں بھی چلے جاؤ۔'' شاہد نے اعتماد سے کہا تو وہ اس کی طرف دیکھتی ہی رہ گئی۔ پھر کتنی دیر تک اس نے کوئی بات نہیں کی۔شاہد اس کے جواب کا انتظار کرتا رہا۔تبھی وہ بولی

''شاہد ایک بار میں جاؤں گی۔اور انصاف حاصل کرنے کی کوشش ضرور کروں گی۔''

''ٹھیک ہے، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ میں نے وہاں بہت سارے تعلق تلاش کر لئے ہیں۔وہ تمہاری مدد کریں گے۔'' شاہد نے پورے خلوص سے اسے یقین دلایا۔

اور پھر ایک دن وہ سکھر چلی گئی۔شاہد یہ بات جانتا تھا کہ شیویتا نے سکھر میں اپنا رابطہ بنایا لیا ہوا ہے۔

شیویتا اچانک سکھر نہیں پہنچی تھی۔ بلکہ وہاں موجود تعلق رکھنے والے لوگوں کو بتا کر اپنے گھر آئی تھی۔ اس کے ملازمین نے گھر سنبھال رکھا تھا۔لیکن اس کی باقی ساری جائیداد اور کاروبار اس کے چاچا کے قبضے میں چلا گیا تھا۔اس نے اپنے گھر جاتے ہی اپنے برادری والوں سے رابطہ کیا اور ایک پنچائیت رکھ لی۔اگلے دن انہی کے ایک بڑے بزرگ کے گھر میں پنچائیت رکھ لی گئی۔ جہاں اس نے اپنی بات برادری والوں کے سامنے رکھنا تھی۔شیویتا کو اگلے دن ہی پتہ چل گیا کہ برادری کے بہت سارے لوگوں نے اس بات کو مانا ہی نہیں کہ یہ سب اس کے چاچا کی طرف سے ہوا ہے۔ بلکہ انہوں نے بھی یہ کہا کہ اب وہ اپنے بزرگ چاچا کی بات مان کر اس کی بہو بن جائے اور سکون سے زندگی گذارے۔اسے شاہد نے جو بتایا تھا، وہ حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا تھا۔برادری والوں نے اس کی بات ہی نہیں سنی تھی۔ وہ اپنے باپ کا کاروبار اور جائیداد بھی واپس نہیں لے پائی تھی۔

اگلے چند دنوں میں شیویتا کو یہ احساس ہو گیا کہ وہ اگر وہاں رہے گی تو سوائے قتل ہو جانے کے کچھ بھی نہیں ہو گا۔وہ دل مسوس کر رہ گئی۔لیکن اس نے اپنی کوشش جاری رکھی۔اس نے شہر کا بہترین وکیل کیا اور اس واقعے کی از سر نو تفتیش کروانے کے احکامات جاری کروا دیئے۔اس دوران شاہد اس کے پاس سکھر جاتا رہا اور اس کی ہر طرح سے مدد کرتا رہا۔

اس کا چاچا یہ سب دیکھ رہا تھا۔ وہ کچھ عرصہ تو خاموش رہا پھر اس نے بھی اپنا وار کرنا شروع کر دیا۔سب سے پہلی بات جو اس نے اپنی برادری میں پھیلائی وہ یہ تھی کہ وہ ایک مسلمان لڑکے کے عشق میں پاگل ہو گئی ہے۔نجانے اس کے کب سے تعلقات ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کی اپنی برادری کے لوگوں کی طرف سے دھمکیاں ملنے لگیں۔کبھی کوئی براہ راست دھمکی دے جاتا اور کوئی فون کال پر اسے دھمکی دیتا۔ اس دوران دو بار اسے ڈرایا گیا یوں جیسے موت اس کے قریب سے ہو کر گذر گئی ہو۔

چھ ماہ اسی طرح ہی گذر گئے۔وہ اپنے طور پر کچھ بھی نہیں کر پائی۔ یہاں تک کہ اسے یقین ہو گیا کہ وہ اپنے چاچا اور اس کے بیٹوں سے نہ تو اپنی زمین حاصل کر پائے گی اور نہ ہی اپنا کاروبار۔وہ جائیداد بھی حاصل نہیں کر سکے گی جو شہر میں تھی۔ یہ تو کوئی وقت ہی ہو گا جو واپس لوٹا سکتا ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ورنہ اب وہ اس قدر طاقت ور ہو گئے تھے کہ ان سے جان ہی بچا لیتی تو یہی غنیمت تھا۔ آخر ایک دن اس نے اعتراف کرتے ہوئے شاہد سے کہا

''میں جان گئی ہوں کہ ابھی میں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ مجھے ان سے چھپ کر ہی رہنا ہوگا۔

''تو پھر چلو میرے ساتھ کراچی۔ بھول جاؤ کہ یہاں تمہاری کوئی جائیداد تھی۔ ہم زندگی کے نئے سفر کا آغاز کرتے ہیں۔'' شاہد نے کہا تو وہ بولی

''کیا آپ میرے ساتھ شادی کر لو گے؟ کیا آپ کے گھر والے ہندو لڑکی کو قبول کر لیں گے؟''

''تم ہاں کرو، میں نہ صرف تجھے اپنا لوں گا بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی منا لوں گا۔'' شاہد نے پورے دل سے کہا

''ٹھیک ہے شاہد، میں آپ کے ساتھ شادی پر تیار ہوں۔ لیکن اگر آپ کے گھر والے نہ مانیں تو پلیز انہیں مجبور مت کرنا۔ میں کسی دوسرے ملک چلی جاؤں گی اور وہاں محنت مزدوری کر لوں گی۔'' شیویتا نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔

''دیکھو۔! اس وقت اگر میں تجھ سے کوئی بھی شرط منوانا چاہوں تو یہ تمہاری مجبوری کی حالت ہے۔ تم جہاں جانا چاہو جا سکتی ہو۔ میری محبت اپنی جگہ، لیکن میں تجھے مجبور نہیں کروں گا۔ اگر تمہارے دل میں میرے لئے اب بھی پیار نہیں ہے تو تم جو چاہو سو کر سکتی ہو۔''

''اور اگر میں یہ کہوں کہ میرے دل میں آپ کے لئے اسی دن سے پیار جاگ گیا تھا جس دن آپ نے مجھے یہ انگوٹھی پہنائی تھی تو.....؟''

''میں یہ اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا۔'' اس نے خوش ہوتے ہوئے کہا

''تو آپ یہ بھی جان لیں کہ میں نے آپ کے ساتھ اتنا وقت گذارا ہے، مجھے آپ سے محبت نہ بھی ہوتی پھر بھی آپ کے کردار نے مجھے متاثر کیا ہے۔ میں مجبوری سے نہیں دل سے مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ اگر میں آپ کی زندگی میں آؤں تو کم از کم مسلمان تو ہوں۔ یہ میرا آپ پر اعتماد ہے۔''

''شیویتا۔! یہ میری خوش قسمتی ہوگی کہ تم میری وجہ سے یا میرے کردار کی وجہ سے مسلمان ہو جاؤ۔ لیکن اگر تم اسلام قبول کرو تو اللہ کے لئے کرو۔ اپنی عاقبت کے لئے کرو، میں تو تمہارے ہندو ہونے پر بھی تمہیں قبول کرنے کو تیار ہوں۔'' شاہد نے کہا

''نہیں، میں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے۔'' وہ اعتماد سے بولی

''تو پھر ٹھیک ہے، تم یہاں رہتے ہوئے اسلام قبول کرو اور کراچی آ جاؤ۔ میں تجھے کھلے دل سے قبول کروں گا اور اپنے والدین کو بھی منا لوں گا۔''

شاہد کے اس طرح کہنے پر وہ مان گئی۔

اگلے چند دنوں میں شاہد نے اپنے والدین کو بٹھا کر پوری روداد سنا دی اور پھر انہیں یہ بھی بتا دیا کہ وہ شیویتا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اس کے والدین کو علم تھا کہ اگر وہ نہ کریں گے، تو کیا ہوگا۔ وہ پہلے ہی اسے ایک فلیٹ میں رکھے ہوئے تھا پھر بعد میں سکھر تک اس کے تعلق بن گئے تھے۔ اب تک تو یہ معاملہ چھپا ہوا تھا۔ اگر بات ضد یا انا پر آ گئی تو محض بدنامی کے سوا اور کچھ بھی ہاتھ نہیں آنے والا۔ ممکن ہے شاہد اسی لڑکی کے چکر میں ان ہندوؤں کی بھینٹ چڑھ جائے، سو شاہد ہی کی مان لی جائے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دیکھو بیٹا۔! میں اپنا کاروبار اور تمام تر ذمے داری تمہیں سونپ دی ہے۔اب تم جو چاہو سو کرو۔ ہاں اگر وہ لڑکی مسلمان ہو جاتی تو زیادہ اچھا ہے۔ہم لوگوں کو یہ نہیں بتائیں گے کہ اس کا ماضی کیا ہے۔'' اس کے باپ نے اپنی رائے دے دی۔شاہد کو اپنے والدین کا عندیہ مل گیا۔ سو اس نے شیویتا کو بتا دیا کہ اس کے والدین کیا چاہتے ہیں۔

اگلے چند دن بعد ہی شیویتا نے سکھر کے ایک عالم کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔اس کا اسلامی نام سارہ سعید رکھا گیا۔وہ اپنا گھر اپنے ملازمین کو دے کر کراچی چلی گئی۔اسی دن دونوں کی شادی ہو گئی اور انہوں سب کچھ بھول کر پر سکون زندگی گذارنے کی ابتدا کر دی۔

☆ ☆ ☆

ان کی شادی کو دو سال ہونے کو آ گئے تھے۔اس دوران ان کا ایک بیٹا مراد پیدا ہوا تو ان کی زندگی میں بہار آ گئی۔وہ بہت اچھے دن گذار رہے تھے۔شاہد نے آہستہ آہستہ سارہ کے ذہن سے سکھر میں موجود جائیداد کو نکال دیا تھا۔ان کا اپنا بزنس اتنا بڑا تھا کہ اسے کوئی فکر محسوس نہ ہوئی۔ ہاں مگر کبھی کبھی اس کے دل میں انتقام لینے کا خیال ضرور اٹھتا تھا۔جو وقتی ابال کی مانند بیٹھ جاتا تھا۔اس دوران اس کی والدہ اللہ کو پیاری ہو گئی۔وقت بہت اچھا گذر رہا تھا کہ ایک دن اسے فون موصول ہوا۔

''میں شیویتا کا چاچا بات کر رہا ہوں۔وہی شیویتا جسے تم نے زبردستی مسلمان کر کے اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے۔''

''تم غلط کہہ رہے ہو۔وہ اپنی مرضی سے مسلمان ہوئی ہے۔اس پر کوئی جبر نہیں کیا گیا۔ہاں البتہ تم لوگوں نے اسکے ساتھ اچھا نہیں کیا۔''

''بکواس کرتے ہو تم۔بہتری اسی میں ہے کہ تم اسے ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ تم نہیں جانتے کہ تیرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔'' چاچا نے دھمکی دیتے ہوئے اپنا مدعا کہہ دیا

''دیکھ مجھے دھمکی مت دو۔وہ میری بیوی ہے اور مسلمان ہے۔اب اگر اس کے بعد تم نے کوئی ایسی بات کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا۔ سمجھے تم'' شاہد نے غصے میں کہا تو وہ بھڑک اٹھا

''تم کچھ بھی نہیں کر پاؤ گے۔میں اپنی بھتیجی تم سے چھین کر لے جاؤں گا۔'' چاچا نے بھی غصے میں کہا تو وہ بولا

''تم جو کرنا چاہتے ہو کر لو،اب تک میں نے اسے سمجھایا ہے کہ جو لوگ اپنے سگے رشتوں کو زمین جائیداد کے لئے قتل کر دیں،ان سے بڑا بے غیرت کون ہو سکتا ہے۔اس نے ساری جائیداد پر تھوک دیا ہے۔تم سنبھالو سب،اب اگر دوبارہ فون کر کے یہ بات بھی کہی تو پھر میری بیوی کا تم لوگوں سے اپنا انتقام لینا بنتا ہے۔پھر وہ نہیں،میں تم لوگوں کے لئے قہر ثابت ہوں گا۔''

''تم یہیں بیٹھ کر باتیں کر رہے ہو،لیکن ہم اس تک پہنچ بھی گئے ہیں۔بھلائی اسی میں ہے کہ.....''

''بکواس بند کرو۔تم سے جو ہو سکتا ہے کرو،اور جو میں نے پھر کرنا ہے اس کا انتظار کرنا۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کیا اور سارہ کو کال کی۔ ذرا سی دیر میں اس نے کال اٹینڈ کر لی۔شاہد نے اسے فون کال کے بارے میں بتایا تو وہ بولی

''وہ پہلے مجھے فون کر چکے ہیں اور ایسی ہی باتیں مجھے کی ہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اب تم مجھ پر چھوڑ دو۔ دیکھتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں۔'' شاہد نے اسے تو تسلی دے دی، مگر خود پریشان ہو گیا۔ اس کے سامنے یہی سوال تھے کہ وہ اب تک سارہ کو کیوں نہیں بھولے؟ وہ تو یہاں آ گئی تھی سب کچھ انہیں دے کر تو کیا وہ اس کی جاسوسی کرتے رہے ہیں، انہوں نے اب تک کیا کیا اور کس حد تک ان کے بارے میں معلومات لی ہیں؟ کیا وہ اس حد تک جا سکتے ہیں کہ وہ سارہ کو جان سے مار دیں۔ اس کا جواب ایک ہی تھا کہ سارہ کے قتل کے بعد ساری جائیداد ان کے ہاتھ آ جانے والی تھی۔ ان کے لئے سارہ کا قتل ضروری تھا۔ جس کے بعد ان کے لئے ہر طرح کا خطرہ ٹل جاتا۔ وہ ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ دو دن بعد ان پر افتاد پڑ گئی۔

وہ صبح ناشتے کے بعد شوروم جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ باہر بہت سارے لوگوں کے آنے کی اطلاع ملی۔ وہ باہر گیا تو ایک وکیل کے ساتھ پولیس والے تھے۔ سارہ کا چاچا، کورٹ کی طرف سے بیلف لے آیا تھا، بلکہ یہ ایک طرح سے چھاپا تھا۔ کچھ میڈیا کے لوگ ان کے ساتھ تھے۔

''جی بولیں کیا بات ہے؟'' اس نے تحمل سے پوچھا تو وکیل نے اپنا تعارف کرانے کے بعد کہا

''آپ نے شیوتا نامی ایک ہندو لڑکی کو زبردستی اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے، ہم اسے بازیاب کرانے آئے ہیں۔''

''یہاں شیوتا نام کی کوئی لڑکی نہیں رہتی اور نہ ہی میں نے کسی کو زبردستی رکھا ہوا ہے۔ میرے گھر میں میری بیوی ہے اور اس کا نام سارہ ہے۔''

''دیکھا۔! جھوٹ بول دیا نا،'' اس کے چاچا نے کہا تو وکیل بولا

''دیکھیں ہمارے پاس کورٹ کا حکم ہے۔ ہم آپکے گھر کی تلاشی لیں گے۔''

''ابھی کسی کو اتنی جرات نہیں ہوئی کہ میرے گھر کی تلاشی اس طرح جھوٹ بول کر لے سکیں۔ جاؤ بھاگ جاؤ۔''

''تو آپ کورٹ کا حکم نہیں مان رہے ہیں۔'' وکیل نے کہا

''جب مجھے عدالت بلائے گی تو میں چلا جاؤں گا۔'' شاہد نے کہا تو وہ لوگ ایک نوٹس اس کے گھر کے باہر لگا کر چلے گئے۔ انہیں گئے ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ کافی سارے اسلحہ بردار لوگ اس کے گھر کے سامنے آ کر فائرنگ کرنے لگے۔ اس کے گارڈز نے مزاحمت کی لیکن وہ اس کے گارڈز کا حصار توڑ کر اندر آ گئے۔ انہیں سارہ کی تلاش تھی۔ شاہد نے مزاحمت کی لیکن اس کی کوئی پیش نہ چلی۔ انہوں نے شاہد کے سر پر راڈ مارا جس سے وہ بے ہوش ہوتا چلا گیا۔ اس کا بیٹا مراد وہیں بلکتا رہا۔ جب اسے ہوش آیا تو سارہ نہیں تھی۔

شاہد نے قانون کا سہارا تو کیا لینا تھا۔ میڈیا میں یہ بات زور و شور سے کہی جانے لگی کہ ہندو لڑکیوں کو اغوا کر کے انہیں زبردستی مسلمان کیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں ہندوؤں پر عرصہ دراز تنگ ہو گیا ہے۔ یہاں ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ چند دنوں ہی میں عالمی میڈیا بھی زور زور سے چلانے لگا۔ اس کا جواب دینے کے لئے سارہ کہیں نہیں تھی۔ اور شاہد کو بھی اپنا آپ چھپانا پڑا۔ چند دن ہو گئے وہ یونہی پھر رہا ہے کہ کچھ لوگوں کی وساطت سے وہ ہمارے پاس آ گیا۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''پھر سارہ سے تمہارا رابطہ نہیں ہوا؟'' میں نے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

''نہیں۔! بلکہ مجھے اسکے ساتھ یہ فکر بھی کھائے جا رہی ہے کہ اسے قتل نہ کر دیا ہو۔ اور دوسری طرف میرے والد صاحب، میرے بیٹے کو لے کر اچھی ہی میں اپنے کسی عزیز یا جاننے والے کے ہاں روپوش ہیں۔ پتہ نہیں ان کا کیا بنا ہوگا۔''

''ہوں۔!'' اس کی طویل بات سن کر میں نے ہنکارا بھرا اور بولا، ''اب تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟''

''ظاہری بات ہے، مجھے سارہ کی تلاش ہے۔ وہ مل جائے تو میڈیا کو جواب دیا جا سکے، عدالت میں ثابت کیا جا سکے، میرا بوڑھا باپ اور معصوم بیٹا اپنے گھر میں سکون سے رہیں۔ میرا کاروبار تباہ ہو رہا ہے اور پھر سب سے بڑی بات کہ مجھ پر الزام بہت زہریلا لگایا گیا ہے۔''

''میں سمجھ گیا۔'' میں نے کہا اور پھر جسپال کی طرف دیکھ کر کہا، ''جاؤ اس کے ساتھ، مگر زیادہ دن مت لگانا۔ میں ذرا یہاں دیکھ لوں۔ تانی کو ساتھ لے جاؤ۔ یہ تمہاری مدد کرے گی۔''

''ٹھیک ہے۔ ہم ابھی نکلتے ہیں۔'' جسپال نے کہا تو میں نے تانی کی طرف دیکھا، اس کے چہرے پر کوئی خوشگواریت نہیں تھی۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ جانا نہ چاہ رہی ہو۔ میں نے اس نظر انداز کر دیا۔

جس وقت وہ نکلے، سہ پہر ہو چلی تھی۔ میں خود انہیں ائیر پورٹ چھوڑ کر آیا تھا۔ انہیں یہاں سے سیدھا سکھر جانا تھا۔ میں انہیں چھوڑ کر واپس آیا تو سونی تیار بیٹھی تھی۔ میں، وہ اور اماں اسی وقت گاؤں کے لئے چل دیئے۔

رات گئے ہم گاؤں پہنچے۔ میں نے وہاں پہنچنے سے ذرا پہلے چھاکے کو فون کیا۔ وہ ہمارے اچانک آنے پر حیران ہو گیا۔ وہ گاؤں سے باہر آ کر ہماری راہ میں کھڑا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیسا رسپانس کرے۔ وہ بہت گرم جوشی سے ملا۔ میں نے اسے اپنے ساتھ پسنجر سیٹ پر بٹھا لیا اور چل دیا۔ اماں اس سے حال احوال پوچھتی رہی۔ جیسے ہی میں اس راستے پر مڑا جو اس کے گھر کی طرف جاتا تھا تو اس نے حیرت سے کہا۔

''جمال کدھر جا رہے ہو؟''

''ہم تیرے پاس آئے ہیں اور تیرے گھر ہی کی طرف جائیں گے۔'' میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا

''مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ آپ سب کو اپنے سامنے دیکھ کر، آپ سب میرے پاس آئے، یہ اس بھی بڑی بات ہے۔ لیکن.....''

''اوئے چھاکے تو پاگل ہو گیا ہے، جو اس طرح کی باتیں کر رہا ہے۔'' میں نے ہنستے ہوئے کہا تو ایک دم سے سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا

''یار میرے گھر میں کوئی عورت نہیں، گھر کا برا حال ہو رہا ہے، وہ گھر آپ کے شایان شان بھی نہیں، بستر بھی نہیں کہ.....'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔

''تو کہنا کیا چاہتا ہے؟'' میں نے ایک دم سے پوچھا تو وہ بولا

''یار جب تم لوگوں کا اپنا گھر ہے تو آپ ادھر رہیں جا کر۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا

''مطلب۔!'' میں نے غصے میں پوچھا تو اماں نے خوشی سے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سمجھ گئی، اس نے ہمارا گھر دوبارہ بنوادیا ہوگا۔''

''دیکھا اماں سمجھ گئی۔'' چھاکے نے بھی خوشی سے کہا تو مجھے اس پر بہت پیار آیا۔ میں نے اپنے گھر کی جانب رُخ موڑ لیا۔

میں گھر کے سامنے رکا۔ ویسا ہی گھر تھا جیسے جلنے سے پہلے تھا۔ چھاکے نے گیٹ کھولا تو میں کار اندر لے جاتا چلا گیا۔

''سب کچھ ویسا ہی بنا دیا ہے میرے اشفاق پتر نے، سارا سامان ہے، یوں لگ رہا ہے جیسے ابھی چھوڑ کر گئے ہوں۔ بہت پیسہ لگا ہوگا نا؟'' اماں نے کہا تو وہ جذباتی لہجے میں بولا

''اماں، بیٹا بھی کہتی ہو اور پیسے کی بات بھی کرتی ہو۔ میرا کوئی حق نہیں ہے تم پر۔ اماں تمہیں نہیں پتہ جمال یہاں سے جاتے ہوئے مجھے بہت کچھ دے گیا تھا۔ اور اس کا ابھی بہت کچھ ہے میرے پاس۔''

''اچھا چل باتیں نہ بنا، سامان رکھ اندر۔'' میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ حالانکہ سوہنی پہلے ہی سامان اندر رکھنے لگی تھی۔ تب چھاکے نے کہا

''تیرا اوپر والا کمرہ بھی ویسا ہی بنوایا ہے، اور اس میں وہ سب کچھ پڑا ہے جو اس میں ہوتا تھا۔''

''چل دیکھتے ہیں۔'' میں نے اسے ساتھ لیا اور اوپر چلا گیا۔ بہت دن بعد میں ان فضاؤں میں سانس لے رہا تھا۔ جبکہ وہ مجھے بتا رہا تھا

''دو بندے ہر وقت یہاں ہوتے ہیں۔ میرے پاس اب اچھے خاصے لوگ ہیں۔''

''تو یہ سب چھوڑ، مجھے شاہ زیب کا بتا، کہاں ہے وہ؟ اور اس کے حواری یہاں کون کون ہیں؟'' میں نے کہا تو وہ سنجیدگی سے بولا

''جمال لگتا ہے تو اپنے گھر میں واپس نہیں آیا، بلکہ شاہ زیب کی تلاش میں آیا ہے۔''

''ہاں۔! تھوڑا سا وقت تھا میرے پاس، سوچا اپنا پرانا حساب برابر کرلوں۔ کہاں ہے وہ؟''

''جب سے وہ یہاں سے گیا ہے، واپس پلٹ کر نہیں آیا۔ اس کی حویلی میں وہی نوکر چاکر ہیں۔'' چھاکے نے بتایا تو میں نے پوچھا

''اس کا کوئی رابطہ نمبر ہے تمہارے پاس؟''

''ہاں ہے، کیوں تو نے بات کرنی ہے۔'' اس نے پوچھا تو میں نے کہا

''وقت آنے پر اس سے بات تو کرنا ہوگی۔''

''ٹھیک ہے، صبح کرلیں گے بات، آؤ نیچے چلیں۔'' اس نے کہا تو میں اس کے ساتھ نیچے کمرے میں آ گیا۔ ہم اپنے ساتھ بہت کچھ کھانے پینے کو لائے تھے۔ وہ کھا پی کر ہم بیٹھے تو چھاکا اور میں باہر والے کمرے میں چلے گئے۔

☆ ☆ ☆

جسپال، شاہد اور تانی دوپہر کے بعد سکھر پہنچ گئے تھے۔ سکھر ہی سے شاہد کا ایک دوست ابراہیم انہیں لینے کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس کا گھر دریا کنارے شہر کے اس علاقے میں تھا جو کبھی پوش علاقہ شمار ہوا کرتا تھا۔ بڑا سا رابنگلہ تھا اور اس میں وہ اپنے چند لوگوں کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کا خاندان کسی گوٹھ میں تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''شاہد۔! میں ساری تفصیل سن چکا ہوں۔ اب تم یہاں رہو، ہم دیکھتے ہیں ہمیں کیا کرنا ہے۔'' جسپال نے کہا تو وہ حیرت سے بولا

''آپ لوگ پہلی بار یہاں آئے ہیں، آپ کو علاقے کے بارے میں کیا پتہ؟ میں آپکے ساتھ.....''

''نہیں، ہم سلطان پور تلاش کر لیں گے، تم صرف ادھر رہو، باقی ہمارا کام ہے۔ یہ جو پورچ میں فور وہیل جیپ ہے، اس کی چابی کہاں ہے؟'' جسپال نے کہا اور اٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی تانی اٹھ کر باہر چلی گئی۔ شاہد کو کیا پتہ کہ وہ ساری معلومات حاصل کر چکا ہے۔ اور اب تک ان کے لوگ سلطان پور پہنچ کر بہت ساری معلومات لے چکے تھے۔

''یہ لو۔'' ابراہیم نے چابی اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا، ''راستے میں ایک چیک پوسٹ آتی ہے، دھیان سے جانا۔''

اس کے یوں کہنے پر جسپال نے کوئی جواب نہیں دیا اور چابی لے کر باہر نکلتا چلا گیا۔

ریلوے پھاٹک سے پہلے ہی ایک آدمی ان کے انتظار میں تھا۔ جسپال نے ڈرائیونگ سیٹ چھوڑ دی۔ وہ سیدھا اسٹیرنگ پر آن بیٹھا اور کچھ کہے بغیر جیپ بڑھا دی۔ ریلوے پھاٹک کراس کرتے ہی چیک پوسٹ آ گئی۔ جیپ پر اسٹیکر تھا۔ اس لئے کسی نے بھی اسے نہیں روکا۔ وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ وہاں سے سلطان پور کا سفر اتنا زیادہ نہیں تھا۔ ابھی شام نہیں ہوئی تھی اور کہ وہ وہاں پہنچ گئے۔

وہ چھوٹا سا گاؤں تھا۔ جس کی ساری آبادی ہندو تھی۔ جب وہ اس گاؤں میں پرسارام کے بڑے سارے گھر کے سامنے جا رکے۔ گھر کے باہر چارپائیوں پر چند لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ سندھ کے زمیندار گھرانوں کے باہر ایسے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر ان کے گارڈ یا پھر غریب غربا، ہوتے ہیں۔ جسپال اور تانی جیپ سے اتر آئے۔ وہاں پر ہر بندہ ان کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ ڈرائیور جیپ ہی میں رہا۔

''کس سے ملنا ہے جی آپ کو؟'' ایک بندے نے ہاتھ جوڑتے ہوئے بڑے نرم سے لہجے میں سندھی زبان میں پوچھا جسے جسپال نہیں سمجھ سکا مگر تانی اچھی طرح سے جانتی تھی۔ اس نے ترجمہ کیا تو جسپال نے کہا

''مجھے پرسارام سے ملنا ہے۔''

''آپکا نام کیا ہے، تاکہ اندر اطلاع دی جائے۔''

''مجھے صرف یہ بتاؤ، وہ یہاں ہے یا نہیں۔'' جسپال نے یہ ویسے ہی پوچھا تھا، جبکہ اسے اطلاع تھی کہ پرسارام گھر پر ہی ہے۔ تانی ان میں ترجمانی کرتی رہی اور ساتھ میں تبصرہ بھی۔

''نام تو بتانا ہوگا بابو۔ ویسے ہم کیسے اطلاع کریں گے۔'' اس بندے نے کہا تو جسپال بولا

''اندر جا کے بتاؤ کہ تمہاری موت تم سے ملنے کے لئے آئی ہے، جس سے بھاگنا بھی چاہو تو تم بھاگ نہیں سکو گے۔''

اس کے تیور دیکھ کر اگرچہ وہاں پر موجود سارے لوگ ہی الرٹ ہو گئے لیکن ان کے چہروں پر حیرت بھی تھی۔ ایک بندہ دھیرے سے کھسک کر اندر چلا گیا، جسے جاتا ہوا اس نے دیکھ لیا تھا۔

''اگر ہم تمہیں اندر ہی نہ جانے دیں تو.....'' ان میں سے ایک نے بھاری مونچھوں والے نے کہا اور ساتھ ہی اپنی واسکٹ کے اندر

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے ریوالور نکال لیا۔ ابھی وہ اپنا سیدھا بھی نہیں کر پایا تھا کہ تانی یوں اچھلی جیسے ہوا میں لمحہ بھر کے لئے اُڑی ہو، اگلے ہی لمحے اس کے ہاتھ سے ریوالور چھین لیا گیا تھا۔ وہ سب حیران رہ گئے کہ یہ کیا ہوگیا۔ جسپال نے انہیں حیرت ہی میں رکھا اور اپنا پسٹل نکال لیا۔

''جس کی موت آئی ہے، وہیں رہے، باقی چلو میرے ساتھ اندر۔'' اس نے پسٹل کی نال سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو روبوٹ کی مانند اس کے آگے لگ کر اندر کی جانب چل پڑے۔

اندر سے وہ گھر کافی بڑا تھا۔ بڑے سارے صحن کے تین اطراف میں دو منزلہ کمرے تھے۔ جسپال جیسے ہی صحن میں آیا تو ایک ادھیڑ عمر شخص کے ساتھ ایک نوجوان لڑکا تیزی سے باہر آئے۔ وہ برآمدے میں سے اتنے سارے لوگوں کے درمیان ایک اجنبی کو دیکھ کر ٹھٹک گئے تبھی پرسارام نے کڑک کر کہا۔ جس پر جسپال نے یوں اشارہ کیا جیسے سمجھا نہ ہو، پھر بولا

''تانی اسے بتاؤ، مجھے ہندی آتی ہے، وہ بولو۔''

تانی نے بتایا تو وہ ذرا دھیمے لہجے میں بولا

''کون ہو تم؟ اور اس طرح کیسے اندر آ گئے ہو؟''

''دیکھو، پَر سارام، ہم پہلی بار ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعاون نہ کیا تو، پھر مجھے ہی کیا، کسی کو دیکھنے کے قابل نہیں رہو گے۔'' جسپال نے انتہائی سنجیدگی سے کہا

''کون ہو تم، اور کیا چاہتے ہو؟'' پرسارام نے رعب دار آواز میں کہا تو وہ بولا

''میں کون ہوں، اس کا تو مجھے بھی نہیں پتہ، ہاں چاہتا کیا ہوں، اس پر بات ہو سکتی ہے۔'' اس نے پرسارام کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو پہلی بار اس کے لڑکے نے کہا

''اوئے زیادہ ہیرو گیری مت دکھا، جو بھونکنا ہے جلدی بھونک، ورنہ تیری.....''

''ابے اُو کتے کی اولاد، سن، تیرا باپ دلال ہے کیا، جو اپنی بہو بیٹیوں کا کاروبار کرتا ہے؟ بول؟''

اس نے یہ کہا ہی تھا کہ اس لڑکے نے تیزی سے ہاتھ میں دبایا ہوا پسٹل سیدھا کیا اور فائر کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسرا فائر ہو گیا۔ تانی نے اس لڑکے کے ہاتھ کو نشانہ لیا تھا، اس کا پسٹل نہ جانے کہاں چلا گیا، جبکہ لڑکے کے فائر سے ایک بندہ صحن میں گر کر تڑپنے لگا تھا۔ تانی بنا کچھ بولے اس لڑکے کے پاس پہنچ گئی اور اگلے ہی لمحے اس کا گریبان پکڑ لیا۔ اس نے مزاحمت کرنا چاہی لیکن اس کے سامنے تانی تھی، ایک چھلاوہ، اس نے لڑکے کی ناک پر گھونسہ مارا اور پھر آنکھوں میں انگلیاں ماریں۔ وہ ایک طرح سے اندھا ہو گیا۔ تانی نے ایک کھڑی ہتھیلی اس کے سے پر ماری اور گردن پر ہاتھ مار کر فرش پر گرا دیا۔ چشم زدن میں اس نے لڑکے کو زمین چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ تانی نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر اس کے منہ پر ماری تو لڑکے کے منہ سے کراہیں نکل گئیں۔

''بند کرو یہ تماشا.....'' پَر سارام چیخا، پھر جسپال کی طرف دیکھ کر بولا، ''کیا چاہتے ہو تم؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سارہ کہاں ہے، اسے میرے حوالے کر دو۔ میں چپ چاپ چلا جاؤں گا۔ ورنہ میں یہاں پر ہوں۔ اس کے بغیر تو میں جانے والا نہیں۔''

جسپال نے کہا تو پرسارام کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''کیا کہہ رہے ہو تم؟''

''وہی جو تم سننا نہیں چاہتے ہو۔'' جسپال نے برجستہ کہا

''یہاں کوئی سارہ نہیں ہے۔'' اس نے تیزی سے کہا

''سچ کہہ رہے ہو نا، پھر تم ہی نے کہنا ہے کہ وہ تمہارے پاس ہے اور میں نے نہیں ماننا۔''

''عجیب آدمی ہو تم، ابھی ٹھہرو، میں کرتا ہوں تیرا بندوبست، میرے ہی گھر میں کھڑے ہو کر کے مجھے ہی دھمکیاں دے رہے ہو۔'' یہ کہہ کر وہ واپس پلٹنے لگا تو تانی نے ایک فائر اس کے قدموں میں کر دیا۔ وہ ڈر کر رک گیا اور حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ تبھی اچانک ایک نوجوان لڑکی پاگلوں کی طرح اندر سے نکلی اور باپو کہتی ہوئی اپنے باپ سے لپٹ گئی۔ اس کے پیچھے ہی اس کی بیوی روتی ہوئی آ گئی۔ بلاشبہ وہ چھپ کر یہ سب دیکھ رہی تھیں اور انہیں لگا ہوگا کہ تانی نے اس کے باپ کو گالی ماردی ہے۔ اسی لمحے جسپال نے تانی کو آنکھ کا اشارہ کیا۔ وہ بلا جھجک آگے بڑھی اور اس نے لڑکی کی کلائی پر اپنا ہاتھ ڈال کر جھٹکا دیا۔ وہ سیدھی فرش پر گری۔ اس دوران اس کے ایک ملازم کی غیرت جاگی اس نے جسپال کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے قابو میں کرنا چاہا۔ لیکن اگلے ہی لمحے جسپال نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور اپنے سامنے کر لیا۔ پسٹل والا ہاتھ اس کی پسلیوں میں مارا اور دوسرا ہاتھ اسکی بغل میں دے کے پیچھے دھکا دیا۔ وہ لڑکھڑا گیا۔ یہ سب ایک منٹ سے بھی کم وقفے میں ہوا۔ جسپال نے اس ملازم کی پنڈلیوں میں فائر جھونک دیا تو باقی سب سہم گئے۔ اس نے سب کی طرف دیکھ کر کہا

''کس کا خون کھول رہا ہے یہ سب دیکھ کر؟'' اس پر کوئی نہیں بولا تو وہ پرسارام کی طرف دیکھ کر بولا ''تیری بیٹی لے کر جا رہا ہوں۔ سارہ واپس کر دو گے تو مل جائے گی یہ بھی، وعدہ رہا۔'' اس نے کہا تب تک تانی اس لڑکی کو اٹھا کر اپنے آگے لگا چکی تھی۔ وہ اسے لے کر جیسے ہی باہر نکلی۔ پرسارام کی بیوی چلا اٹھی

''بھگوان کے لئے میری بچی کو مت لے کر جاؤ۔ اس بے چاری کا کیا قصور.....''

''سارہ کا کیا قصور، اس کے ماں باپ کو مارا اور اب اسے اغوا کر کے رکھا ہوا ہے۔''

''میں بتاتی ہوں۔ وہ ڈیرے پر قید ہے۔''

''ہوگی، مجھے اب اسے لے کر نہیں جانا۔ تم لوگ خود اسے کراچی میں اس کے گھر چھوڑ کے آؤ گے۔'' یہ کہہ کر اس نے زمین پر پڑے لڑکے کو ٹھوکر ماری اور اسے اٹھایا، ''چل تو بھی چل اور دیکھ تیری بہن کے ساتھ کیا ہوتا ہے، چل'' جسپال نے اسے کالر سے پکڑا اور اپنے ساتھ لے جانے لگا تو اس کی ماں دھائی دینے لگی۔ جسپال نے ایک فائر اس کے پاس بھی جھونک دیا اور کہا، ''جس کی موت آئی ہے یا جو ان بہن بھائی کی موت چاہتا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے وہ ہمارا پیچھا کرے، سارہ کو چھوڑ آؤ۔ یہ مل جائیں گے۔''

تانی اور جسپال ان دونوں کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے باہر لائے اور جیپ میں لا پھینکا۔ اگلے چند منٹ میں وہ وہاں سے نکل چکے تھے۔

''دیکھو، چاہے جتنا لمبا سفر پڑ جائے۔ چیک پوسٹ کی طرف سے نہیں جانا، اب تک وہاں فون ہو گیا ہو گا۔''

''نہیں سر۔ یہ لوگ اب فون نہیں کریں گے۔ اور اب ہم نے اس طرف سے جانا بھی نہیں ہے، ہم کہیں اور جا رہے ہیں۔'' اس ڈرائیور نے کہا تو جسپال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تبھی ڈرائیور جیپ کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔

جیپ میں خاموشی طاری تھی۔ آدھے گھنٹے سے زیادہ سفر طے کر لینے بعد جب شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا، ایسے میں تانی نے پوچھا

''مزید کتنا سفر باقی ہے؟''

''بس جی ہم اس گوٹھ کے بالکل قریب ہیں، جہاں ہم نے جانا ہے۔''

''ٹھیک ہے۔'' جسپال نے کہا اور ایک طویل سانس لی۔

ہر طرف اندھیرا اچھا خاصا پھیل گیا تھا، جب وہ ایک گوٹھ کے قریب پہنچ گئے۔ وہ آبادی میں نہیں گئے بلکہ مصنوعی جنگل کے درمیان بنے راستے پر مڑ گئے۔ تقریباً دس منٹ کے سفر کے بعد وہ ایک ڈیرہ نما حویلی میں جا رکے۔ وہ دونوں بہن بھائی جیپ سے نکل ایک کمرے میں ڈال دیئے گئے، جہاں سامان کے نام پر کوئی شے نہیں تھی۔ تبھی ڈرائیور نے پوچھا

''ان کا ابھی کیا کرنا ہے، اگر آپ کہیں تو.....؟''

''انہیں ابھی کچھ نہیں کہو، رات بھر پڑے رہیں گے تو صبح ان کی آواز میں بڑا درد بولے گا۔'' تانی نے تیزی سے کہا تو جسپال بولا

''یہ روہی نہیں ہے تانی، یہاں لمحہ لمحہ قیمتی ہے۔''

''تو پھر کرو جو کرنا ہے۔''

''رات ذرا مزید ڈھل جانے دو، بلکہ تم ایسا کرو، شاہد سے رابطہ کرو، ادھر کے حالات کیا ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔'' تانی نے کہا اور فون کرنے لگی۔ جسپال ایک سجے ہوئے اور آرام دہ کمرے میں جا بیٹھا۔ کچھ ہی دیر بعد تانی نے آ کر بتایا۔

''وہاں ایک دم خاموشی ہے۔ کسی نے ان سے بات نہیں کی، لیکن وہ اس بات پر الرٹ ہو گئے ہیں کہ پرسا رام کے دونوں بچے ہماری پاس ہیں۔''

''مطلب انہیں معلوم ہیں کہ دونوں بہن بھائی ہمارے پاس ہیں۔''

''یس۔! وہ امن، سکون اور شانتی سے ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ جسپال کے پاس آ بیٹھی۔ کچھ دیر بعد ان کے سامنے کھانا چن دیا گیا۔

کھانے سے فراغت کے بعد وہ اس کمرے میں چلے گئے جہاں وہ دونوں بہن بھائی تھے۔ لڑکی کافی حد تک سہمی ہوئی تھی، جبکہ لڑکے میں خاصا غصہ تھا۔ تانی نے جاتے ہی اس کی پسلیوں میں ٹھوکر مارتے ہوئے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں اب بول، سارہ کہاں ہے۔''

''مجھے نہیں معلوم، ایسے معاملات بڑا بھائی دیکھتا ہے۔'' اس نے کافی حد تک غصے میں کہا تو تانی نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا، اور اسے بالوں سے پکڑ کر آگے کی طرف جھٹکا دیا۔ وہ منہ کے بل گرا تانی کے اپنا پیر زور سے اس کی گردن پر مارا تو وہ تڑپ اٹھا۔ اسی لمحے اس کی بہن بول پڑی

''اسے باپو نے ڈیرے پر رکھا ہوا ہے۔''

''یہ سمجھدار لڑکی ہے۔'' جسپال نے کہا اور پھر اس سے پوچھا ''وہ ڈیرہ کہاں ہے؟''

''ہمارے گھر سے کافی دور کھیتوں میں۔''

''وہ ابھی زندہ ہے نا؟'' جسپال نے پوچھا

''تب تک تو زندہ ہی تھی۔'' لڑکی نے سہمے ہوئے انداز میں کہا

''دیکھو۔! اگر تمہارا یہ کہنا غلط ثابت ہوا نا تو پھر دیکھنا، تمہارے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ یہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔'' تانی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

''نہیں، میں نے ٹھیک بتایا۔'' وہ حتمی لہجے میں بولی تو جسپال باہر نکل گیا۔ اس نے فون پر وہاں سلطان پور کے نزدیک آدمیوں سے کہا کہ وہ معلوم کریں، کیا سارہ ڈیرے پر قید ہے۔ فون بند کر کے وہ کمرے میں چلا گیا۔ اس نے تانی کو باہر آ جانے کا اشارہ کیا اور آ کر کمرے میں بیٹھ گئے۔ انہیں سلطان پور سے اطلاع کا انتظار کرنا تھا۔

ابھی آدھا گھنٹہ بھی نہیں گذرا تھا کہ شاہد کا فون آ گیا۔ اسکے لہجے میں گہری تشویش تھی۔ جسپال کی آواز سنتے ہی بولا

''ابھی پرسارام کا فون آیا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ اس کے دونوں بچے واپس کر دیں، ورنہ بات بہت دور تک چلے جائے گی۔''

''کہاں تک چلے جائے گی، بکواس کرتا ہے وہ، سارہ اس کے پاس ڈیرے میں قید ہے اور.....''

''یہی بات تو کہہ رہا ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ سارہ اس کے پاس ہے۔ اس نے اپنی ہندو برادری کو اکٹھا کر کے کہا ہے کہ مسلمان حملہ آور سارہ کے عوض اس کے بچے لے گئے ہیں، اب کیا کرنا چاہئے۔ وہاں یہ فیصلہ ہوا کہ بات وزیر اعلیٰ تک فوراً پہنچائی جائے، اس کے ساتھ ساتھ میڈیا کو بھی بتایا جائے اور جو عالمی تنظیمیں ہیں انہیں بھی آگاہ کیا جائے۔ وہ بہت زیادہ واویلا کریں گے''

''تم کیوں گھبرا رہے ہو شاہد، وہ تجھے کیوں بتا رہا ہے، جائے جا کر ان سب کو بتائے، اس نے جو سارہ کے ماں باپ قتل کئے ہیں ان سے بچنا چاہتا ہے، بہرحال میں سارہ کو ضرور واپس لے آؤں گا۔''

''بات اگر ہندو مسلم تنازعہ میں چلی گئی تو.....''

''اوئے تو کیا بھارت میں رہ رہا ہے، تھوڑی ہمت کر۔'' جسپال نے کہا

''ٹھیک ہے، لیکن اس سے پہلے کہ وہ سارہ کو نقصان پہنچا دیں۔ ممکن ہے کہ وہ اسے ختم کر کے الزام تم پر لگا دیں۔ پرسارام کا کیا پتہ؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شاہد نے کہا تو جسپال بولا

''تو ایسا کر، تھوڑا سکون کر، میں دیکھتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ تبھی جسپال نے ایک دم سے فیصلہ کر لیا۔ کچھ دیر بعد جسپال اور تانی اپنی ڈرائیور کے ساتھ پھر سلطان پور کی جانب چل دیئے۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ سارہ ڈیرے پر ہے۔

سورج مشرق کی اوٹ سے نہیں نکلا تھا، جب وہ دونوں سلطان پور پہنچ گئے۔ شاید جسپال یوں سیدھے وہاں نہ جاتا اگر وہاں اس کے لوگ نہ ہوتے، انہوں نے یہ کھوج لگا لیا تھا کہ سارہ ابھی تک ڈیرے پر ہے اور اس وقت اس کی سیکورٹی بڑھا دی گئی ہے۔ دوسرا وہ ابھی جو نیلگوں نور چاروں طرف پھیلا ہوا تھا، وہ اس ملگجی روشنی کا فائدہ لینا چاہتا تھا۔ جسپال کو سلطان پور جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ رستے ہی میں ان کا ایک آدمی مل گیا۔ اس نے ساری تفصیل بتا دی تھی۔ اس نے گاڑی کچھ دور ہی چھوڑ دی اور فصلوں کے درمیان سے ہوتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

وہ آدمی اس سے آگے تھا اور اس سے ذرا پیچھے تانی کور دیتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی۔ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ ڈیرے کی چھت پر کوئی بندہ نہ ہو۔ اس لئے بہت احتیاط کے ساتھ آگے بڑھتے گئے، یہاں تک کہ وہ ڈیرے کی دیوار کے پاس پہنچ گئے۔ لکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی اندر گئے، سامنے دالان میں چارپائی پر دو بندے بیٹھے ہوئے تھے، انہیں دیکھ کر ایک دم سے بولے۔

''کون ہو تم؟''

بولنے والوں کے لفظ منہ ہی میں رہ گئے تھے، جسپال نے ان پر یکے بعد دیگرے فائر کھول دیا۔ ایک دم سے پرسکون فضا میں خوف پھیل گیا۔ وہ وہاں نہ رکے بھاگ کر دالان میں چلے گئے۔ تبھی سامنے والے کمرے سے دو بندے نکلے، تانی نے ان پر فائر جھونک دیئے۔ تبھی اندر سے کسی عورت کے چیخنے کی آواز آئی۔ تانی فوراً اندر گئی۔ ایک عورت فرش پر بندھی ہوئی پڑی تھی۔ جسپال اور آدمی باہر کھڑے رہے۔ تانی نے اسے کھولا اور ساتھ میں اسے سمجھاتی رہی

''گھبراؤ مت، ہمیں شاہد نے بھیجا ہے۔ بس اب نکلنے کی کرو۔''

''میں کیسے یقین کر لوں کہ.....''

''یہاں سے نکلو، تیری بات کرواتے ہیں۔'' تانی نے تیزی سے کہا اور اس کا بازو پکڑ کر دالان میں آ گئی۔ ایسے میں اوپر چھت پر سے فائرنگ ہونا شروع ہو گئی۔ وہ جو کوئی بھی تھا، ایک ہی شخص تھا، ایک تو وہ انہیں روکنا چاہتا تھا، دوسرا اس قدر فائرنگ سے وہ لوگوں کو مطلع کرنا چاہتا تھا۔ اگرچہ سارہ انہیں مل گئی تھی۔ لیکن اب نکلنا مشکل ہو رہا تھا۔ تبھی جسپال نے اس آدمی سے کہا۔

''میں نکلتا ہوں، تم کور دینا اور تانی تم گیٹ سے نہیں، اس چھوٹی دیوار سے.....''

تانی سمجھ گئی کہ اس نے کیا کرنا ہے۔ وہ چھلانگ مار کر دیوار پر چڑھ گئی۔ وہاں سے اس کا سر منڈھیر تک جا پہنچا تھا۔ جیسے ہی جسپال صحن میں گیا، ایک دم سے دو فائر ہوئے ایک اوپر سے اور ایک تانی کی طرف سے۔ وہ اوپر چھت والا بندہ دھپ سے گرا۔ جسپال گیٹ پار کر گیا۔ تانی نے سارہ کا ہاتھ پکڑا اور دیوار پر کھینچ لیا۔ تب تک جسپال دیوار کے دوسری جانب آ گیا۔ وہ تیزی سے ان کے قریب آیا اور اس نے سارہ کو پکڑا کر زمین پر

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اتار لیا۔اس کے پیچھے ہی تانی نے چھلانگ ماردی۔وہ تینوں اس جانب بھاگے،جدھران کی جیپ کھڑی تھی۔

روشنی خاصی پھیل چکی تھی۔انہوں نے دیکھا،سلطان پور گاؤں کی طرف سے کافی سارے بندے بھاگتے ہوئے چلے آرہے تھے،بلاشبہ ان کے پاس اسلحہ بھی ہوسکتا تھا۔ جسپال اب کسی طرح بھی رسک نہیں لے سکتا تھا۔ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔وہ جیپ کے قریب آئے تھے کہ ہجوم کی طرف سے فائر ہوگیا۔وہ تیزی سے جیپ میں بیٹھے تو ڈرائیور نے جیپ بھگادی اور پھر وہ ہر آنے والے لمحے کے ساتھ ہجوم سے دور ہوتے چلے گئے۔

راستے میں جسپال نے شاہد کا فون ملایا۔جلد ہی ان کا رابطہ ہوگیا۔جب اس نے یہ سنا کہ وہ سارہ کو وہاں سے نکالنے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور وہ ان کے ساتھ ہے تو وہ بے تاب ہوگیا۔اس نے سارہ سے بات کر کے اسے حوصلہ دیا اور فوراً اس کے پاس پہنچ جانے کے لئے کہا۔آدھے گھنٹے کے بعد وہ اسی ٹھکانے پر پہنچ گئے،جہاں سے نکلے تھے۔

☆ ☆ ☆

صبح کا نیلگوں نور چاروں طرف پھیلا ہوا۔سورج ابھی مشرق کی اوٹ میں تھا۔میں ساری رات نہیں سو پایا تھا۔رات گئے تک چھا کا گاؤں کی روداد سناتا رہا،کچھ میں اپنے بارے کہتا رہا۔پھر وہ سوگیا تو میں صحن میں آگیا۔ میں تازہ ہوا میں سانس لیتا رہا اور پھر چھت پر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اسلحہ اور دوسری ساری چیزیں ویسی ہی تھیں جیسے آگ لگنے سے پہلے تھیں۔میں کچھ دیر انہیں دیکھتا رہا پھر کمرے سے باہر نکل آیا۔تبھی میری نگاہ ذرا فاصلے پر منڈھیر کے ساتھ کھڑی سونی پر پڑی۔وہ اندھیرے میں انجان نقطے پر نظریں جمائے نجانے کیا سوچے چلے جارہی تھی۔میں اس کے قریب چلا گیا تو اس نے گھوم کر مجھے دیکھا تو میں نے کہا

''کیا بات ہے،کیا سوچ رہی ہو؟''

''ہاں،میں یہ سوچ رہی ہوں کہ ہم گاؤں میں تو آگئے ہیں،لیکن یہاں آکر ہم کریں گے کیا؟''اس کے دھیمے سے لہجے میں کہا تو میں نے پوچھا

''میں سمجھا نہیں تم کہنا کیا چاہتی ہو؟''

''دیکھو جمال۔!یہاں پر اب تمہارے لئے کچھ نہیں ہے سوائے تلخ یادوں اور پرانی دشمنی کے۔تم اک نئی زندگی کا آغاز کر سکتے ہو۔اور.....''

''نہیں سونی نہیں، تم غلط سوچ رہی ہو، میں اپنی خاطر یہاں نہیں آیا، بلکہ ان لوگوں کے لئے یہاں آیا ہوں جو نسل در نسل غلامی میں جی رہے ہیں۔میں انہیں غلامی سے نکالنا چاہتا ہوں۔میری دشمنی شاہ دین تک تھی،وہ ختم ہوگئی۔''

''کیا کر سکتے ہو تم؟اتنے لوگوں کو غلامی سے کیسے نکال سکتے ہو،اب وہ گھسی پٹی بات مت کرنا کہ میں انہیں شعور دوں گا،شعور والے بھی یہاں کچھ نہیں کر پارہے ہیں۔''سونی کے لہجے میں انتہائی درجے کی سنجیدگی تھی۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو،آج کا دانش ور بھی بکاؤ مال ہوگیا ہے،اس کی عقل پیسے والا خرید رہا ہے۔لیکن جو زندہ ہوتا ہے نا وہ نہیں بکتا۔''میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''زندہ تو ہم سب ہیں، لیکن مردوں سے بدتر۔''

''نہیں، ہم زندہ ہی نہیں ہیں۔ ہماری وہ سوچ نہیں ہیں، جو زندگی کا احساس دے۔ زندگی صرف سانس لینے کا نام نہیں ہے، اس سوچ پر عمل کرنے کا نام ہے جو ہمارے رب نے اپنے محبوب کے ذریعے ہمیں دی ہے۔ جس نے اس زندہ سوچ کو اپنا لیا اور اس پر عمل کرنے لگا، وہ دنیا سے نہیں دنیا بنانے والے کا ہو جاتا ہے۔ مرنے کے لئے زندہ ہوا جاتا ہے، وہ کیا مرے گا، جو پہلے ہی مردہ ہو۔''

''میں تمہاری یہ بات نہیں سمجھ پائی؟'' سونی نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا

''دیکھو، کبھی مردے کی بھی قربانی ہوئی ہے؟'' میں نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا

''نہیں تو۔'' وہ تیزی سے بولی

''قربان وہی ہوتا ہے، جو زندہ ہوتا ہے، جو دیکھ رہا ہوتا ہے، یہی فلسفہ شہادت ہے، لیکن یہ میں تمہیں پھر کسی وقت سمجھاؤں گا، فی الحال، میں تجھے یہ بتا دوں کہ میں یہاں کیا کرنے آیا ہوں۔''

''وہی تو پوچھنا چاہتی ہوں۔ کیسے تم انہیں غلامی سے نجات دے سکتے ہو؟'' اس نے پوچھا

''تعلیم اور وہ بھی زندوں والی تعلیم، غلامی سے نجات کا باعث بنتی ہے، یہ جاگیردار، وڈیرے، یہ وسائل پر قابض لوگ، صرف اسی وجہ سے ہیں کہ وہ لوگوں کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ صرف اس علاقے کے لوگوں کی مجبوری ختم کرنا ہوگی، بس۔'' میں کافی حد تک جذباتی ہو گیا تھا

''مگر کیسے، تم اتنے وسائل کہاں سے لاؤ گے؟''

''وہی دے گا، جس نے مجھے یہ سوچ دی ہے۔'' میں نے تیزی سے کہا تو اس نے چونکتے ہوئے میری طرف دیکھا پھر بولی

''اگر میں کروں تو؟''

'' کوئی کرے، لیکن کرے، جو ہو سکتا ہے اور جس حد تک بھی ہو سکتا ہے۔'' میں نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا تو وہ جوش سے بولی

''یہاں آنے سے پہلے میرے ذہن میں کوئی سوچ نہیں تھی۔ لیکن اب ہے، میں جو کچھ بھی کروں، تمہیں میرا ساتھ دینا ہوگا۔''

''میں پہلے تم سے کیا دور ہوں؟'' میں نے پیار سے کہا تو وہ اسی لہجے میں بولی

''میں ابھی کچھ دیر بعد اپنے باپ کے گھر جاؤں گی، تم تیار رہنا۔ جن لوگوں نے لوگوں کی مجبوریوں کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے، وہی اب.....''

میں سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کرنا چاہ رہی ہے۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ وہ چھت سے نیچے چلے گئی اور میں اس کے پیچھے، چھاکے کو اٹھانے چلا گیا۔

ناشتہ کر چکے تو سونی نے شاہ زیب کا فون نمبر مانگا، اس نے بتایا تو سونی نے نمبر ملا کر اسپیکر آن کر دیا۔ دوسری طرف کافی دیر تک بیل جاتی رہی۔ دوسری کوشش پر فون رسیو کر لیا گیا۔

''ہیلو، کون ہے؟'' شاہ زیب کی آواز گونجی

''میں سونی بات کر رہی ہوں۔'' اس نے گھمبیر لہجے میں کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بولو، کیا بات ہے۔'' اس نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا

'' میں نے تمہیں صرف اتنا بتانا ہے کہ میں آج حویلی جا رہی ہوں، اور اب میں وہی رہوں گی۔ تم اگر چاہو تو مجھے روک سکتے ہو۔''

''دیکھو، جو ہو گیا، سو ہو گیا، اب تم چاہو تو اپنے حصے کی جائیداد کے برابر دولت لے کر الگ ہو سکتی ہو، لیکن یہ حویلی پر قبضہ میں.....''

''میں قبضہ نہیں کر رہی، اپنا حق لے رہی ہوں۔ ابھی کچھ دیر بعد میں جا رہی ہوں وہاں، روک سکتے ہو تو روک لو۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ پھر اسی وقت مجھے چلنے کا اشارہ کیا

سورج اپنی آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ جب سونی اور میں حویلی کے سیاہ گیٹ کے سامنے جا رکے۔ حویلی کے باہر دو سیکورٹی والے کھڑے تھے۔ اس کے پاس ہی فخرو ٹہل رہا تھا۔ سونی نے اپنی کار روکی اور باہر نکل آئی۔ پھر چند قدم چلنے کے بعد جیسے ہی گیٹ کے پاس پہنچی، فخرو تیزی سے باہر آیا اور بولا

''سونی بی بی۔! میں خون خرابہ نہیں چاہتا۔ شاہ زیب سب کچھ میرے حوالے کر کے گئے ہیں۔ وہ آ جائیں تو.....''

''تم خود خون خرابے والی بات کر رہے ہو فخرو۔ گیٹ کھولو۔'' سونی نے غصے میں کہا تو وہ چند لمحے دیکھتا رہا، پھر بولا

''بی بی، شاہ زیب نے رات ہی بندے یہاں بھجوا دیئے ہیں، وہ سب اندر ہیں، وہ فائر کھول سکتے ہیں۔ خدا کے لئے بی بی جی آپ.....''

''مجھے معلوم تھا کہ شاہ زیب یہ بے غیرتی کرے گا، میں بھی پورے انتظام سے آئی ہوں۔ بلاؤ ان کو اور انہیں کہو مجھ پر فائر کریں۔'' سونی نے انتہائی غصے میں کہا تو فخرو بے تابی سے بولا

''میری جرات کہاں کہ میں بات کروں۔ گیٹ پار کرتے ہی وہ فائرنگ شروع کر دیں گے۔''

تبھی میں نے کہا

''سنو فخرو، تم پرے ہٹ جاؤ، اگر زندگی چاہتے ہو، میں دیکھتا ہوں کون روکتا ہے۔'' میں نے یہ کہتے ہوئے اپنا پسٹل نکال لیا۔ اسی دوران سیکورٹی والوں نے اپنی گنیں سیدھی کر لیں۔ میں سارا پلان کر کے آیا تھا۔ جیسے ہی انہوں نے گنیں سیدھی کیں، اسی لمحے اندر سے پودوں کے پاس سے آواز آئی

''او سیکورٹی والوں، اپنی گنیں زمین پر رکھ دو، ورنہ پہلے تم مرو گے۔'' وہاں چھاکا پہلے ہی سے موجود تھا۔ اس نے پچھلا راستہ اختیار کر کے بندے اندر داخل کر لئے تھے، تبھی ہم یہاں آئے تھے۔ شاہ زیب کے بلائے ہوئے بندے شاید حویلی کے اندر تھے۔ فخرو گھبرا گیا۔ اس نے جلدی سے پلٹ کر سیکورٹی والوں کو اشارہ کیا۔ انہوں نے گیٹ کھول دیا۔

سونی اندر نہیں گئی، بلکہ وہیں کھڑے شاہ زیب کو فون کیا۔ رابطہ ہو جانے پر بولی

''میرے ہی باپ کے گھر جانے سے مجھے تم نے روکا، اب تم نے خود دشمنی کی ابتدا کر دی ہے۔ میں حویلی کو جلا رہی ہوں، آگ لگا دوں گی۔ جو بندے تم نے یہاں چھپا کر رکھے ہیں، دیکھتی ہوں وہ اندر بچ کر جاتے ہیں یا ہماری لاشیں گرتی ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا تبھی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سونی نے حویلی کے اندر قدم رکھا تو سامنے سے فائر ہو گیا۔ ظاہر ہے فائر کرنے والے نے سامنے ہو کر فائر کرنا تھا، جس وقت اس نے فائر کیا، میں نے بھی گولی چلا دی۔ وہ لڑھکتا ہوا نیچے آ گرا۔ میں نے پسٹل فخرو کی طرف کرتے ہوئے پوچھا

''کتنے لوگ ہیں؟''

''چھ ہیں جی، اب پانچ.....''

میرے پیچھے کھڑے ایک لڑکے نے سیکورٹی والوں سے گنیں لیں اور انہیں سڑک کی طرف بھگا دیا۔ فخرو گیٹ پر ہی کھڑا رہا، اندر موجود بندوں نے فائر کھول دیا۔ ایک طرف سے چھا کا سیڑھی لگا کر اوپر چڑھ گیا۔ اب میرے لئے رکنا بہت مشکل ہو رہا تھا اور میں سونی کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔ زبردست فائرنگ ہو رہی تھی۔ میں نے سونی کو کور دیا۔ وہ پیدل ہی چلتی ہوئی پورچ تک چلتی چلی گئی۔

سامنے سے ایک نے سونی پر فائر کرنا چاہا لیکن میرے فائر کرنے پر نہ کر سکا۔ تبھی چھا کا اندر سے برآمد ہوا، اس نے اندر صاف ہو جانے کا بتایا اور غائب ہو گیا۔ اس دوران افسردہ سا فخرو قریب آ کھڑا ہوا۔ تب سونی نے فخرو سے کہا،

''یہاں پر جتنے ملازم ہیں، انہیں یہاں بلاؤ، میں بات کرنا چاہتی ہوں۔''

یہ سنتے ہی فخرو وہاں سے چلا گیا۔ وہ پورچ کے سامنے ہی کھڑی رہی۔ کچھ دیر بعد وہاں سارے ملازم آ گئے۔ تو فخرو نے ادب سے کہا

''جی بی بی جی، سب آ گئے ہیں، ان کے علاوہ جو کھیتوں میں کام کر رہے ہیں۔''

اس پر سونی نے ملازمین کو دیکھا اور بولی

''تم سب آج سے فارغ ہو۔''

''مگر ہم جائیں گے کہاں؟'' ایک شخص گھبراتے ہوئے بولا

''اپنے مالک کے پاس۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا پرس کھولا اور اس میں سے بڑے نوٹوں کی گڈی نکال کے فخرو کو دی اور کہا، ''یہ لو اسے سب میں بانٹ دو۔ آدھے گھنٹے کے اندر حویلی خالی چاہئے۔'' یہ کہہ کر وہ اندر چلے گئی۔ میں اس کے ساتھ تھا۔ وہ چلتے ہوئے اس جگہ جا پہنچی جہاں سے ان ملازمین کو دیکھا جا سکتا تھا۔ آدھے گھنٹے تک وہ وہاں کھڑی رہی، وہ سب چلے گئے اور فخرو اس کے پاس آ گیا۔ اس نے چابیاں تھمائیں اور ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔

''بی بی جی، میرا مرنا جینا یہیں اس حویلی میں ہے۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ خدا کے لئے مجھے.....''

''نہیں فخرو، تم جاؤ، مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔'' سونی نے دور خلاؤں میں دیکھتے ہوئے کہا

''بی بی جی، میرا کیا قصور، شاہ زیب جی نے مجھے کہا تھا کہ میں آپ کو اندر.....''

''میں نے کہا چلے جاؤ۔'' سونی نے اس بار سختی سے کہا تو وہ چند لمحے دیکھتا رہا، پھر پلٹ کر چلا گیا۔ اسی دوران میں نے چھا کو فون کر دیا۔

شاید اس وقت ہم دونوں ہی حویلی میں تھے۔ پتہ نہیں سونی اس وقت اتنی جذباتی کیوں ہو گئی۔ وہ ایک دم سے میرے گلے لگ گئی۔ وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رونے لگ گئی تھی اور میں اسے دلاسا دیتا رہا۔ وہ اس وقت تک میرے ساتھ لگی روتی رہی جب تک چھاکا نہیں آ گیا۔ وہ مجھ سے الگ ہو کر بولی

''جمال۔! اب اس حویلی سے ظلم نہیں ہوگا، بلکہ یہ تعلیم کا مرکز ہوگی۔ میں نے شروعات کر دی ہے۔''

''اور میں اس کی حفاظت کروں گا۔'' میں نے اسے شانے سے پکڑا اور اپنے ساتھ لگا لیا۔ اس وقت مجھے سوہنی پر بہت پیار آ رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

جسپال، تانی، شاہد اور ابراہیم ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان یہی بحث چل رہی تھی کہ اب کیا کیا جائے۔ شاہد کا موقف تھا کہ سب کچھ چھوڑ کر صرف سارہ کو لے جایا جائے جبکہ ابراہیم کہہ رہا تھا کہ یوں آنکھیں نہیں چرائی جا سکتیں۔ ہمیں پورا پورا معاملہ صاف کرنا چاہئے۔

''دیکھو۔! مجھے اس کی جائیداد وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہیں۔ بس سارہ مل گئی، اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔'' شاہد نے کہا تو ابراہیم بولا

''اب یہ صرف جائیداد کا معاملہ نہیں رہا، انہوں نے اسے مذہبی ایشو بنا لیا ہے۔ بات عالمی تنظیموں تک پہنچ گئی ہے۔ کیا تم میڈیا پر دیکھ نہیں رہے ہو؟''

''تو اس پر اب ہم کیا کر سکتے ہیں؟'' شاہد نے کہا

''سارہ، باقاعدہ عدالت کے سامنے جائے گی، جہاں انہوں نے واویلا کیا ہے۔ میڈیا پر سارہ ہی اپنے بارے میں بتائے گی۔'' ابراہیم نے اسے راستہ بتاتے ہوئے کہا تو جسپال بولا

''میرے خیال میں ابراہیم ٹھیک کہہ رہا ہے۔ پرسارام کی اب وہ جرات نہیں ہوگی، اس کے بچے ہمارے پاس ہیں۔ ایک دو دن لگیں گے، سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''اور کیا، اسے تو اب اپنے باپ کا بھی بدلہ لینا چاہئے۔'' اس نے جوش سے کہا تب یہ طے پا گیا کہ کیا کرنا ہے۔

دوپہر ہونے تک ایک پولیس آفیسر کے ساتھ وہ تھانے جا پہنچے۔ وہاں میڈیا کو بھی بلایا گیا تھا۔ اس پولیس آفیسر نے سارا کریڈٹ خود لے کر ایک کامیاب چھاپے کی فرضی داستان سنائی۔ میڈیا کو سارہ نے بتایا کہ اس نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا ہے۔ پرسارام صرف اس کی جائیداد ہتھیانے کے لئے اس پر دباؤ ڈال رہا ہے۔ اسے شک ہے کہ اس کے والدین کے قتل میں پرسارام کا ہاتھ ہے۔

ابھی میڈیا والے وہیں تھے کہ وہیں ایک مہنگی فور وہیل جیپ میں وہیں آ رکی۔ اس میں سے قریبی گوٹھ کا سردار میہل شاہ بڑے کروفر سے باہر آیا۔ وہ اس علاقے سے صوبے کی اسمبلی کا رکن تھا۔ سب اسی کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ سارہ کو دیکھتا ہوا ایک کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

''کیسے آنا ہوا شاہ جی۔'' پولیس آفیسر نے متانت سے پوچھا تو وہ دھیمے سے لہجے میں بولا

''شاید میں جلدی آ گیا۔ یہ رش کم ہو جائے تو میں نے سارہ بی بی سے بات کرنی ہے۔''

تبھی سارہ نے شاہد کی طرف دیکھ کر کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اسے بتاؤ کہ وہ آپ سے بات کریں۔''

''ہاں، ہم شاہد میاں سے بات کرلیں گے۔'' اس نے کافی حد تحمل سے کہا۔

بات ختم ہو چکی تھی۔ جلد ہی میڈیا والے وہاں سے چلے گئے۔ تو پولیس آفیسر انہیں وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ تبھی شاہد نے کہا

''بولیں، آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔''

''بات اتنی سی ہے، اس بے چارے پرسارام کے بچوں کو ان کے حوالے کردو۔ رہی جائیداد کی بات تو آپ اس کی قیمت بتاؤ، میں ادا کرتا ہوں، قصہ ختم، وہ کبھی آپ کی طرف پلٹ کر نہیں دیکھیں گے۔''

''اور اگر ایسا نہ کریں تو.....؟'' جسپال نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

''کچھ نہیں ہوگا، یہ لوگ اس بے چاری سارہ کا پیچھا کرتے رہیں گے۔ چین سے نہیں رہنے دیں گے اسے۔ آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ میں یہ بات کیوں کر رہا ہوں، میں وزیر اعلیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ بہت ساری عالمی تنظیمیں اصل قصہ جاننا چاہ رہے ہیں۔''

''کیا قصہ ہے یہ، آپ کیا سمجھے ہیں، بتائیں گے؟''

''پرسارام کا لالچ ہے، میں جانتا ہوں۔ میری اس سے بات ہوئی ہے۔ وہ خود بیان دے گا۔'' مہرل شاہ نے کہا

''او کے۔!'' شاہد نے ایک دم سے کہا تو وہ بولا

''بتائیں قیمت،'' مہرل شاہ نے کہا

''سب کچھ کون خریدے گا؟'' شاہد نے پوچھا

''سب کچھ پرسارام خریدے گا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاہد بولا

''ٹھیک ہے، ڈن۔'' شاہد نے اس کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ بولا

''آپ آرام سے کراچی جائیں، میں وہیں آپ سے ملوں گا۔ آپ اس کے بچے.....'' مہرل شاہ ادھوری بات کہہ کر شاہد کی طرف دیکھنے لگا۔

''ہمارے کراچی جاتے ہی اس کے بچے اسے مل جائیں گے۔'' شاہد نے کہا تو وہ بولا

''اب یہ مذہب بدلنے والا ایشو بھی نہیں ہوگا، یہ میرا وعدہ ہے۔'' مہرل شاہ نے کہا اور اٹھ گیا، پھر بولا ''اب اجازت۔'' یہ کہہ کر اس نے شاہد کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس نے ہاتھ ملایا تو وہ باہر کی طرف چلا گیا۔ تبھی جسپال نے ان سب کو باہر جانے کے لئے اشارہ کیا۔ تھانے کے صحن میں آکر ابراہیم نے کہا

''اب آپ جائیں کراچی، سکون سے، میں کل انہیں آزاد کردوں گا۔''

''یار میں تمہارا احسان زندگی بھر.....'' شاہد نے کہنا چاہا تو اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ایسا نہیں کہتے، دوست بھی کہتے ہو اور ایسی بات بھی کرتے ہو۔'' اس نے شاہد کو اپنے گلے لگاتے ہوئے کہا اور پھر اسے گلے لگاتے ہوئے بولا، ''آؤ میں تجھے ائیر پورٹ چھوڑ دوں۔''

وہ بھی وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

☆ ☆ ☆

اس وقت شام ڈھل رہی تھی۔ میں اس وقت سوہنی کے ساتھ اپنے ڈیرے پر تھا۔ بھیدہ بہت خوش تھا۔ چھاکے نے اس کا بہت خیال رکھا تھا۔ ڈیرے پر بھی ڈھور ڈنگروں کی تعداد زیادہ ہوگئی تھی۔ ہم اس کے پاس سے نکل کر کار کی طرف آ رہے تھے،

''بہت عرصے بعد سکون کے چند دن دیکھنے کو ملے ہیں، کیوں نا چھاکے کی شادی کر دیں، چند دن ہلا گلا رہے گا۔'' سوہنی نے ہنستے ہوئے کہا تو میں نے ڈائیونگ پر بیٹھ کر کار اسٹارٹ کر دی پھر گیئر میں ڈالتے ہوئے میں نے جان بوجھ کر کہا،

''ہاں، یہ ٹھیک ہے، تیرے ساتھ وہ حویلی میں رہے گی مہارانیوں کی طرح۔''

تبھی وہ ایک دم سے سنجیدہ ہوتے ہوئے بولی

''جمال میں نے حویلی میں نہیں، اماں کے پاس رہنا ہے۔ اور تب تک رہوں گی، جب تک تم یہاں ہو۔ ورنہ میں اماں کو لے کر یہاں سے واپس چلی جاؤں گی۔'' سوہنی نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا تو میں نے ہنستے ہوئے کہا

''یار تم نے تو میری ماں پر قبضہ جما لیا ہے۔''

''یہ تو اپنی اپنی قسمت ہے، میں کیا کروں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو میں نے کہا

''بس، اتنا ہی تھا تمہارا جذبہ بڑے دعوے کر رہی تھی کہ یہاں علم کی روشنی دے گی، اس کا کیا ہوگا، خدانخواستہ میں نہ رہوں تو یہ لوگ پا چکے علم کی روشنی اور وہ بھی تیری دی ہوئی۔''

''وہ تو میں نے ایک پورا پراجیکٹ بنا لیا ہوا ہے۔ میں کوئی ماہر تعلیم نہیں، میں نے ایک این جی او سے بات کی ہے۔ وہ چلائے گی سب، میں تو پیسہ دوں گی۔ میں نے ان کو بلوا لیا ہے، تجھے پتہ ہے کہ ان کے کچھ لوگ آ گئے ہیں اور انہوں نے اپنا کام بھی شروع کر دیا ہے۔ تیری طرح نہیں، میں اس کی حفاظت کروں گا۔'' اس نے میری نقل اتارتے ہوئے بتایا تو میں سر ہلا کر رہ گیا پھر میں نے پوچھا

''اور وہ چھاکے کی شادی والی بات.....؟''

''پہلے چھاکے سے پوچھتے ہیں، وہ کیا کہتا ہے، کوئی پسند تو ہوگی نا اس کی؟'' وہ تیزی سے بولی

''ہاں یہ تو ہے،'' میں نے کہا تو انہی لمحات میں چھاکے کا فون آ گیا، میں نے پوچھا، ''ہاں بول کیا بات ہے؟ ابھی تیرا نام لیا تھا کہ.....''

''شیطان ٹپک پڑا۔ خیر۔! بڑے دنوں بعد پیرزادہ وقاص کا فون آیا ہے، وہ تم سے بات کرنے کے لئے مجھ سے نمبر مانگ رہا ہے، کیا خیال ہے دے دوں؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم نے پوچھا نہیں وہ کیا چاہتا ہے؟'' میں نے کہا تو وہ تیزی سے بولا

''کہہ رہا ہے وہ اور اس کے ساتھ علاقے کے چند معززین تم سے ملنا چاہتے ہیں۔''

''یار تم خود ہی اس سے وقت طے کرلو اور پھر مجھے بتا دینا۔ مل لینے میں کیا حرج ہے، نمبر مانگے تو دے دینا۔'' میں نے کہا تو بولا

''میں شام کا کہہ دیتا ہوں۔''

''کہہ دینا۔'' میں نے کہا اور فون بند کر دیا۔

ابھی سہ پہر ہی کا وقت تھا کہ پیرزادہ وقاص، چوہدری شاہنواز اور علاقے کے کچھ زمیندار میرے گھر کے سامنے آ رکے۔ چھاکا انہیں بیٹھک میں بٹھا چکا تھا، جب میں ان کے پاس گیا۔ کافی عرصے بعد میں نے پیرزادہ وقاص کو دیکھا تھا۔ خوشگوار ماحول میں بات شروع ہوئی۔ لیکن اس وقت یہ بات الجھ گئی جب چوہدری شاہنواز نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا

''بھئی جمال، تم نے جس طرح شاہ دین کی پوری جائیداد حاصل کر کے اپنا بدلہ لے لیا، اسے ہم مانتے ہیں۔ تمہارا شمار اب علاقے کے زمینداروں میں ہوگا۔ ہم تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں اور خیر سگالی کے طور پر تمہارے پاس آئے ہیں۔''

''آپ سب کی مہربانی کہ مجھے مان دیا لیکن۔! میرا بدلہ ان کی ذات کی حد تک تھا، جائیداد کی صورت میں نہیں تھا۔ مجھے جائیداد کا نہ کبھی پہلے لالچ کیا تھا اور نہ مجھے اب ہے۔ وہ سب کچھ شاہ دین کی بیٹی اور شاہ زیب کی بہن، سونی کا ہے۔'' میں ان کے سامنے وضاحت کرتے ہوئے کہا

''نہیں جمال۔! صرف ہم ہی نہیں سبھی یہ بات جانتے ہیں کہ وہ لڑکی تیری مرضی کے خلاف ایک قدم نہیں اٹھاتی اور نہ ہی اس میں اتنی جرات ہے۔ یہاں جو بھی ہو رہا ہے تیری مرضی کے بغیر نہیں ہو رہا ہے۔'' پیرزادہ وقاص نے کہا تو میں بولا

''وقاص۔! یہ تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ مجھے اس جائیداد سے کوئی سروکار نہیں۔ اب مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ آپ لوگ کسی بات سے خوش نہیں ہیں۔ کھل کر بات کریں، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟''

''تو پھر سنو، زمینداری کرو، الیکشن لڑو، جو مرضی کرو، لیکن یہ پڑھنا پڑھانا، یہ حویلی کو کسی سکول میں بدلنا، یہ ٹھیک نہیں ہے، کیوں غریبوں کے بچوں کی محنت مزدوری چھین رہے ہو، سونی کو اگر ایسا شوق ہے تو وہ ادھر شہر میں پورا کر لے۔'' چوہدری شاہنواز نے پرجوش انداز میں کہا تو میں سمجھ گیا وہ کس نیت سے آئے ہیں۔ تب میں صاف لفظوں میں کہا

''یہ سونی کا ہی نہیں میرا بھی خواب ہے کہ یہاں کے بچے کی قسمت میں بھی تعلیم ہو۔ وہ خواب ہم پورا کریں گے۔ آپ غریبوں کے بچوں سے اتنی ہمدردی نہ کریں کہ انہیں صرف محنت مزدوری تک محدود کر لیں۔ آپ بھی ان پر مہربانی کریں۔ انہیں محض غلام نہ بنا کر رکھیں۔ انہیں بھی اپنی قسمت بنانے کا موقعہ دیں۔''

''تم لوگ بہت پچھتاؤ گے۔ یہ غریب ایسا جن ہے اگر اسے قابو میں رکھیں گے تو ہی خود محفوظ رہیں گے۔ تم نئے نئے امیر ہوئے ہو، تمہیں بہت بعد میں سمجھ آئے گی، انہیں اگر دبا کر نہیں رکھو گے تو یہ تمہیں کھا جائیں گے۔ بہر حال ہمیں یہ کام پسند نہیں ہے۔ ظاہر ہے ہم اس کی مخالفت کریں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گے۔'' چوہدری شاہنواز اس نے کہا تو میں تحمل سے بولا

''چلیں۔! آپ کریں مخالفت، ہم اپنا کام کرتے ہیں، آپ اپنا کام کریں۔''

''مطلب تم ہمارے سمجھانے سے نہیں سمجھو گے۔ اتنے لوگ آئے ہیں تمہارے پاس، تم نے ان کی قدر نہیں کی جمال۔'' اس نے غصے میں کہا

''میں ہر اس بندے کی قدر کرتا ہوں، جو مجھ سے اپنی قدر کروانا چاہئے گا۔'' میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تو چوہدری شاہنواز ایک دم سے کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر بعد وہ جیسے آئے تھے، ویسے چلے گئے۔ میں اور چھا کا بہت دیر تک ان کی باتوں پر تبصرہ کرتے رہے۔ پھر میں اسے باہر والے کمرے میں چھوڑ کر اندر چلا گیا۔ میں نے سوہنی کو لوگوں کے آنے کے بارے میں بتایا تو کافی حد تک رنجیدہ ہو گئی۔ اس کی یہی خیال تھا کہ یہ شاہ زیب ہی کی مخالفت ہے۔ جس پر میں نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

شام کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ سوہنی مجھے اپنے ساتھ لے حویلی چلی گئی تھی، اس کا خیال تھا کہ وہ ان لوگوں کو بھی علاقے کے ماحول کے بارے میں بتا دے۔ وہاں تھوڑی دیر ان سے گپ شپ کے بعد ہم یونہی باتیں کر رہے تھے کہ چھا کے کا فون آ گیا

''او یار تجھے یاد ہے، وہ ایک انسپکٹر افضل رندھاوا تھا، جس نے تیری بہت مدد کی تھی۔''

''ہاں، یاد ہے مجھے، کیا ہوا ہے اسے؟'' میں نے پوچھا تو وہ بولا

''وہ آیا بیٹھا ہے، تجھے ملنا چاہتا ہے، کہہ رہا ہے بہت ضروری بات کرنی ہے۔''

''میں آ رہا ہوں۔'' یہ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا۔ مگر میرے اندر نجانے کیوں ایک طرح سے بے چینی ہونے لگی۔

میں گھر پہنچا اور سیدھا افضل رندھاوے کے پاس گیا۔ وہ سادہ لباس میں تھا۔ اگرچہ وہ مسکراتے ہوئے ملا، مگر اس کے چہرے پر سنجیدگی پھیلی ہوئی تھی۔ ہم اطمینان سے بیٹھ گئے تو وہ بولا

''پتہ نہیں جمال، میں تم سے یہ بات کیوں کر رہا ہوں، میں کئی دنوں سے سوچ رہا تھا، لیکن تم تھے نہیں اب پتہ چلا کہ تم ادھر ہو تو میں نے تم سے یہ شیئر کرنے کا سوچ ہی لیا۔'' وہ بات کرتے ہوئے الجھ رہا تھا

''رندھاوا صاحب آپ کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس طرح تو مجھے سمجھ نہیں آئے گی کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہو؟'' میں نے سکون سے کہا تو وہ کتنی دیر تک میری طرف دیکھتا رہا، پھر بولا

''تمہیں پتہ ہے نا کہ میں معطل ہو گیا تھا اور وہ مجھے شاہ زیب اور وقاص پیرزادہ نے کروایا تھا؟''

''تو کیا آپ اب تک بحال نہیں ہوئے؟'' میں نے پوچھا

''ہو گیا ہوں، لیکن ابھی تک زیر عتاب ہوں۔ ان کی رسائی اوپر تک ہے، میں ڈی ایس پی ہو سکتا ہوں اگر کوئی کام دکھا دوں تو؟'' وہ اصل بات پر آ گیا

''مثلاً کیسا کام؟'' میں نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دیکھو، تم میری مدد کر پاؤ گے یا نہیں لیکن یہ بات تیرے پاس امانت ہوگی۔'' اس نے اپنے طور پر تسلی چاہی تو میں نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا

''آپ کہو، بلا جھجک کہو۔''

''میں تمہیں شروع سے بتاتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کو رُکا پھر کہتا چلا گیا۔'' یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ ان جاگیرداروں اور وڈیروں کے ڈیروں پر بدمعاش، ڈاکو اور اشتہاری عام طور رہتے ہی ہیں۔ ہم چاہیں بھی اور ہمیں معلوم بھی ہو تو ہم انہیں نہیں پکڑ سکتے۔ میں معطل تھا۔ انہی دنوں، کچھ خفیہ والے ادھر آئے انہوں نے یہاں سے کچھ ایسے سگنل پکڑے ہیں، جن کی انہیں سمجھ یہی آئی ہے کہ یہاں، اس علاقے میں ملک دشمن لوگ کام کر رہے ہیں۔ ہم یہاں ان کی کوئی مدد نہیں کر سکے۔ وہ واپس چلے گئے۔ ممکن ہے وہ تفتیش جاری رکھیں، مگر میں نے بھی اپنا کام جاری رکھا۔ مہینہ بھر پہلے مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں، چوہدری شاہنواز کے ڈیرے پر کچھ ایسے لوگ ہیں جو ملک دشمن ہیں۔''

''آپ کیا چاہتے ہو؟'' میں نے اسی سکون سے پوچھا تو صاف گوئی سے بولا

''جمال، میں معطل ہوا، محکمے میں بڑی سبکی ہوئی ہے۔ بحال بھی ہو گیا، کوئی گناہ ثابت بھی نہیں ہوا، نوکری ٹھیک ہے، مگر میں اپنا تاثر ٹھیک کرنا چاہتا ہوں، میں بالکل یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں یہ وطن کی محبت میں کرنا چاہتا ہوں۔ سال بھر بعد میں ریٹائر ہو جاؤں گا۔ بس.....'' یہ کہہ کر وہ اچانک خاموش ہو گیا۔ میں اس کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا

''مجھے ایک بار وقاص پیرزادہ لے کر گیا تھا وہاں، یہ ان دنوں کی بات ہے جب شاہ زیب نے میرا گھر جلایا تھا، یاد ہے نا وہ دن؟''

''یاد ہیں، تم نے دیکھا ہوا ہے وہ ڈیرہ؟'' اس نے تیزی سے پوچھا تو میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں، میں نے دیکھا ہے، لیکن کیا آپ کو یقین ہے، اگر یقین ہے تو پھر پلان کیا ہے؟''

''دو باتیں ہیں کھل کر ایک دم سے چھاپہ مارا جائے یا پھر خفیہ طور پر وہاں جایا جائے۔ میں ان دونوں صورتوں میں ساری ٹیم اپنی طرف لے آؤں گا۔ اس کی تم فکر نہیں کرو۔'' اس نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

''بندوں کے بارے میں پتہ ہے یا وہ بھی معلوم کرنے پڑیں گے۔'' میں نے پوچھا

''وہ کنفرم ہیں۔ میرے پاس ان کی تصویریں ہیں۔ یہ سیل فون میں ہیں۔'' اس نے اپنی جیب سے فون نکالتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔! لیکن ایک بات ہے رندھاوا، یہ بات ابھی تک ہضم نہیں کہ تم مجھے ہی کیوں بتا رہے ہو اور میری مدد کیوں چاہتے ہو، تم یہ سب کچھ پہلے بھی کر سکتے تھے؟'' میں نے اسے شک کی نگاہ سے دیکھا

''تمہارا یہ سوال بنتا ہے جمال، کیا آج ہی وہ تمہارے پاس نہیں آئے؟ اور پھر تم خود بتاؤ، اس علاقے میں کوئی دوسرا ہے بتا دو، جو یہ کام کر سکے؟'' اس نے تیزی سے کہا

''بات یہ نہیں ہے، مجھ سے بھی بڑے جگرے والے یہاں پر ہیں، مگر انہیں کوئی چوٹ نہیں لگی، چڑیا کو بھی تنگ کرو گے نا تو سانپ کو مارنے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پڑتل جاتی ہے۔خیر۔!جب کچھ کرنا ہو تو مجھے بتا دینا۔''

''مجھے معلوم تھا کہ تم میری بات مان جاؤ گے۔میری طرف سے تو چاہے آج رات ہی کو.....''اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر میری طرف دیکھا تو میں نے مسکراتے ہوئے کہا

''آپ ساتھ ہو گے یا یہ کام مجھے ہی کرنا ہوگا۔''

''میں ساتھ ہوں گا، پوری نفری ہوگی۔''اس نے جوش سے کہا۔

''مجھے پلان بتاؤ، سب کر لیں گے۔''میں نے کہا تو ایک دم سے اٹھ گیا۔پھر چمکتی آنکھوں سے میری طرف دیکھ کر بولا

''میں صرف دو گھنٹے بعد تمہیں کال کرتا ہوں۔''یہ کہہ وہ میری سنی ان سنی کرتا ہوا باہر نکل گیا۔اور میں اپنے بدن میں وہ سنسنی محسوس کرنے لگا، جو لوگوں کو نچانے کے وقت میرے اندر پھیلتی تھی۔

☆ ☆ ☆

کراچی کے پوش علاقے میں موجود شاہد معین کے بنگلے میں پہنچے تو اس کا بیٹا وہیں اس کا منتظر تھا۔دادا اپنے پوتے کو لے کر آ گیا تھا۔جس وقت سارہ اپنے بیٹے کو انتہائی جذباتی انداز میں مل رہی تھی۔اس وقت جسپال کو اپنی ماں یاد آ گئی۔جب وہ اس دنیا سے گئی تھی تو بلاشبہ اسے بھی اپنا ہی بیٹا یاد آیا ہوگا۔وہ اس منظر میں درندگی کو محسوس کر سکتا تھا۔آنسوؤں میں لپٹی ہوئی خوشی کا منظر ہی عجیب ہوتا ہے۔

خوشگوار ماحول میں ڈنر کے بعد جسپال اور تانی باہر لان میں آ گئے۔بڑے لان کے ساتھ پام اور پیپتے کے درخت تھی۔لان کے چاروں طرف پھول کھلے ہوئے تھے۔کراچی کی فضائیں بھی عجیب خمار آلود تھیں۔جس پر تبصرہ کرتے ہوئے تانی بولی

''جسپال، کتنا اچھا موسم ہے۔''

''ہاں۔!ہے تو ایسا ہی، تم نے صحرا میں زیادہ وقت گزارا ہے نا، اس لئے تجھے بھلا محسوس ہو رہا ہے۔خیر، اب بتاؤ کیا پروگرام ہے۔چلیں واپس۔''

''اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ابھی تھوڑی دیر موسم کا مزہ لیتے ہیں۔''تانی نے خمار آلود لہجے میں کہا تو وہ تیزی سے بولا

''اوئے میں اندر جانے کی بات نہیں کر رہا، واپس نور نگر جانے کی بات کر رہا ہوں، جمال کے پاس۔''

''ابھی روہی سے کوئی اطلاع نہیں ہے، جیسے ہی وہ کہیں گے، ہم وہاں چلے جائیں گے، تب تک تو ہمیں یہیں رہنا ہوگا۔''

''ویسے تمہارا کیا خیال ہے، یہ جو مہرل شاہ درمیان میں پڑا ہے، کیا اسے وزیر اعلیٰ نے ہی بھیجا ہوگا یا یہ خود ہی.....''جسپال نے جان بوجھ کر اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔

''مجھے سرمد کا فون آیا تھا۔یہ معاملہ عالمی تنظیموں کے ہتھے چڑھ چکا ہے۔خاص طور پر بھارت میڈیا اسے بہت اٹھا رہا ہے۔اس کے پیچھے ظاہر ہے 'را' کا ہاتھ ہے۔ایسا کوئی موقعہ وہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے جس سے پاکستان کو بدنام کیا جا سکے۔اب سارے یہی چیخ رہے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتیں محفوظ نہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ تو ہے، وہ دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کریں گے۔'' جسپال نے کہا

''یہ تو ہے نا۔ اب دیکھنا، یہ پرسارام، جب اس کے پاس کچھ نہیں رہے گا تو واویلا کرے گا کہ اس کی جان کو خطرہ ہے۔ یہ بھارت جائے گا، وہاں اسے بات کو لے کر خوب پراپیگنڈا کیا جائے گا۔ کسی نے سارہ کی بات پر توجہ نہیں دینی کہ وہ مسلمان کیوں ہوئی، سبھی اس بات زور دیں گے کہ اقلیتوں کو تحفظ نہیں ہے۔'' تانی نے جوش میں کہا

''ادھر پاکستانی میڈیا کو چاہئے نا کہ وہ اصل بات بتائے۔'' جسپال نے کہا

''یہ تو دکھ کی بات ہے، یہاں کا میڈیا ابھی میچور نہیں ہوا۔ یہ سب وقت کے ساتھ ٹھیک ہوگا۔'' تانی نے ایک طویل سانس لے کر کہا تو جسپال بولا

''تمہارے خیال میں اب ہمارا یہاں کیا کام ہوسکتا ہے؟''

''میں اس بارے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ ظاہر ہے جب ان کے درمیان جائیداد کی ڈیل ہو جائے گی تو ہم جاسکیں گے۔'' تانی نے اپنا خیال ظاہر کیا تو جسپال سر ہلا کر رہ گیا۔ اس کے خیال میں بھی یہی تھا کہ ابھی خطرہ ٹلا نہیں ہے۔ سارا مسئلہ تو جائیداد کی وجہ ہی سے تھا۔

وہ چہل قدمی کرتے ہوئے لان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلے گئے تھے۔ دونوں میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اچانک جسپال نے کہا

''تانی اس طرح تو سارہ اب بھی خطرے میں ہے۔ جب تک یہ.....''

''یہی تو میں سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ وہ لوگ اسے اب بھی نشانہ بنا سکتے ہیں۔ اس کے مرنے سے پرسارام کو بہت فائدہ ہوگا۔ جائیداد تو اس کے ہاتھ میں ہے ہی، وہ اپنی ہندو برادری میں بھی سرخرو ہو جائے گا۔ ظاہر ہے اس کچھ نادیدہ قوتوں کی حمایت بھی تو مل گئی ہے۔'' تانی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ ایک دم سے چوکس ہوگیا۔

''تانی، اس کا مطلب ہے وہ یہاں پر، یا کہیں بھی سارہ پر حملہ ضرور کریں۔'' جسپال نے کہا تو تانی گہری سنجیدگی سے بولی

''اس سے پہلے ہم پر ہوگا۔''

''تو پھر ہمیں اپنا بندوبست کر لینا چاہئے۔'' جسپال نے کہا تو تانی نے آنکھوں سے اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا۔ اسی وقت وہ دونوں چلتے ہوئے گیٹ تک گئے اور وہاں کی سیکورٹی کو اپنے حساب سے جانچنے لگے۔

رات کا پچھلا پہر تھا۔ تانی اور جسپال بنگلے کی چھت پر تھے۔ چاند مغرب میں ڈوب چکا تھا، لیکن آبادی میں موجود لائٹنگ کے باعث دھیمی دھیمی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ وہ دونوں چوکس تھے۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ میں اور افضل رندھاوا دونوں ایک جیپ میں وہاں پہنچے تھے، جہاں سے چوہدری شاہنواز کا ڈیرہ کچھ دور تھا ۔لیکن وہاں پر روشن بتیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ چاند مغرب میں ڈوب چکا تھا۔ میں اگرچہ ایک بار وہاں سے ہو کر آیا تھا لیکن مجھے پوری طرح اس ڈیرے کے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ وہ اندر سے کیسا ہے۔ میں نے چھاکے کو نور نگر ہی میں رہنے دیا تھا کہ کسی بھی ہنگامی صورت میں وہ سوہنی اور اماں کا خیال رکھے۔ افضل رندھاوا کے لوگ پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔

ہم دونوں جیپ روک کر اندھیرے میں گھور رہے تھے۔ چند لمحوں بعد ایک لمبے قد والا نوجوان ہمارے قریب آیا اور آتے ہی بولا

''سر وہ دونوں موجود ہیں، یہ کنفرم ہے، لیکن کہاں ہیں، یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا۔''

''وہ ہیں تو وہیں ڈیرے پر ہیں نا؟'' میں نے پوچھا تو دھیمے لہجے میں بولا

''یہ کنفرم ہے۔'' اس نے کہا اور اپنے لوگوں کے بارے میں بتانے لگا کہ وہ کہاں پر ہیں اور کس طرح ہم تک پہنچ سکتے ہیں۔ ذرا سی دیر میں پورا پلان ترتیب دے لیا گیا۔ ہم نے جیپ وہیں چھوڑی اور پیدل ہی ڈیرے کی جانب چل پڑے۔

وہ ڈیرے کی بائیں طرف والی مٹی سے بنی ہوئی دیوار تھی۔ اس کی اونچائی تقریباً بارہ فٹ تو رہی ہوگی۔ میں اپنی ہتھیار سنبھالے اور دیوروں میں کیل ٹھونک کر چڑھنے لگا۔ رندھاوا بھی میرے پیچھے پیچھے آنے لگا۔ چند منٹ بعد ہم دیوار پر چڑھ چکے تھے۔ اندر صحن میں ٹیوب لائیٹ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ جس سے گیٹ کے پاس مجھے کوئی بندہ دکھائی نہیں دیا۔ ممکن ہے گیٹ کے پاس جو کمرہ بنا ہوا تھا، اس میں کچھ لوگ موجود ہوں۔ رندھاوے کو اشارہ کر کے میں اندر کی طرف اتر گیا۔ وہ میرے کور پر تھا۔ کسی بھی حملے سے پہلے مجھے فرار کا راستہ بنانا تھا۔

میں تیزی سے گیٹ کے پاس کمرے کے باہر پہنچ گیا۔ اندر روشنی تھی۔ میں نے پورے دھیان سے اندر سے کسی کی موجودگی کا احساس کیا۔ مجھے یوں لگا جیسے اندر کوئی ہے۔ میں نے گیٹ پر دیکھا، وہاں ایک بڑا تالا لگا ہوا تھا۔ میں اچانک ہی کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہاں ایک بندہ چارپائی پر پڑا ہوا تھا۔ مجھے اپنی سامنے دیکھ کر ایک دم سے اٹھ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی گن اٹھاتا، میں نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ میں ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن اس کے سر پر ماری تھی، جس کے باعث وہ اٹھ ہی نہیں سکا۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ میں اسے وہیں پڑا رہنے دیا اور تیزی سے چابیاں اٹھائیں، جو اس کے سرہانے پڑی ہوئی تھیں۔ میں محتاط انداز میں باہر نکلا، ارد گرد کسی کو بھی نہ پا کر میں نے گیٹ پر لگے تالے کو کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ جلد ہی تالا کھل گیا۔ اب یہ رندھاوے کا کام تھا کہ وہ اپنی فورس لے کر کیسے اندر داخل ہوتا ہے۔

میں واپس کمرے میں آیا اور اسی چوکیدار کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ ذرا سی کوشش پر وہ ہوش میں آ گیا۔ وہ میری طرف خوف زدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا

''کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟''

''میں جو کوئی بھی اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں ہے، تم صرف اتنا بتاؤ، وہ دو غیر ملکی کہاں ہیں اور کس کمرے میں ہیں۔'' میں نے آہستگی پوچھا تو اس کی آنکھوں میں خوف مزید گہرا ہو گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہاں کوئی غیر ملکی نہیں ہیں۔'' اس نے پھٹی ہوئی آواز میں کہا تو میں نے اسے فوراً ہی گردن سے پکڑ کر کہا

'' ہم ایسے ہی انہیں یہاں لینے نہیں آ گئے ہیں، ہمیں پتہ ہے وہ یہیں ہیں۔ تم نہیں بتاؤ گے تو ہمیں ذرا دیر لگ جائے گی انہیں تلاش کرنے میں، مگر تم جان سے جا سکتے ہو۔ بولو۔'' میں سرد سے لہجے میں کہا تو وہ خاموش ہو گیا۔ ایسے میں دو نوجوان اس کمرے میں آ گئے تو وہ انہیں دیکھ کر بالکل ہی سہم گیا۔ تبھی وہ سرسراتے ہوئے لہجے میں بولا

'' اندر والا گیٹ پار کر کے دائیں ہاتھ والے دوسرے کمرے میں ہیں وہ۔ اگر آپ زیادہ شور نہیں کریں گے تو انہیں لے جا سکتے ہیں۔ وہ اس وقت نشے میں دھت ہیں۔'' وہ فر فر بولنے لگا تھا۔

''دیکھو اگر تمہاری یہ معلومات درست ہوئیں تو تجھے کچھ نہیں ہوگا، اگر غلط ہوئیں تو.....'' میں نے کہنا چاہا تھا کہ وہ میری بات کاٹ کر بولا

'' سو فیصد درست ہیں جی۔''

''اسے لے جاؤ اور اپنی حفاظت میں رکھو۔'' میں نے کہا اور باہر آ گیا۔ چند جگہوں پر نوجوان پوزیشن لے چکے تھے۔ بلاشبہ وہ تربیت یافتہ تھے۔ میرے پیچھے دو لڑکے تھے۔ میں بلا جھجک اندر والے گیٹ پر پہنچ گیا۔ فضا میں سکوت طاری تھا۔

☆.....☆.....☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY